# الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد 16 | جمعۃ المبارک 24/اپریل 2009ء | 29/ربیع الثانی 1430 ہجری قمری ❁ 24/شہادت 1388 ہجری شمسی | شمارہ 17


## آنحضرتؐ کے دوست

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ایک شخص گمان کرے گا کہ اس کا میرے ساتھ تعلق ہے حالانکہ اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ میرے دوست اور مجھ سے تعلق رکھنے والے صرف متقی ہیں۔

(سنن ابی دائود کتاب الفتن باب ذکر الفتن حدیث نمبر 3704)

## ارشادات عالیہ

### سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جس قدر معجزات کل نبیوں سے صادر ہوئے ان کے ساتھ ہی معجزات کا بھی خاتمہ ہو گیا مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ایسے ہیں کہ وہ ہر زمانہ میں اور ہر وقت تازہ بتازہ اور زندہ موجود ہیں۔ ان معجزات کا زندہ ہونا اور ان پر موت کا ہاتھ نہ چلنا صاف طور پر اس امر کی شہادت دے رہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم ہی زندہ نبی ہیں اور حقیقی زندگی یہی ہے جو آپؐ کو عطا ہوئی ہے اور کسی دوسرے نبی کو نہیں ملی۔

---

خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو اس لئے قائم کیا ہے تا وہ اسلام کی سچائی پر زندہ گواہ ہو اور ثابت کرے کہ وہ برکات اور آثار اس وقت بھی رسول اللہ ﷺ کی سچی اتباع سے ظاہر ہوتے ہیں۔ جو تیرہ سو سال پہلے ظاہر ہوتے تھے۔

’’قرآن شریف ایک کامل اور زندہ اعجاز ہے اور کلام کا معجزہ ایسا معجزہ ہوتا ہے کہ کبھی اور کسی زمانہ میں وہ پرانا نہیں ہو سکتا اور نہ فنا کا ہاتھ اس پر چل سکتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا اگر آج نشان دیکھنا چاہیں تو کہاں ہے؟ کیا یہودیوں کے پاس وہ عصا ہے اور اس میں کوئی قدرت اس وقت سانپ بننے کی موجود ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ غرض جس قدر معجزات کل نبیوں سے صادر ہوئے ان کے ساتھ ہی معجزات کا بھی خاتمہ ہو گیا مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ایسے ہیں کہ وہ ہر زمانہ میں اور ہر وقت تازہ بتازہ اور زندہ موجود ہیں۔ ان معجزات کا زندہ ہونا اور ان پر موت کا ہاتھ نہ چلنا صاف طور پر اس امر کی شہادت دے رہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم ہی زندہ نبی ہیں اور حقیقی زندگی یہی ہے جو آپؐ کو عطا ہوئی ہے اور کسی دوسرے نبی کو نہیں ملی۔

آپؐ کی تعلیم اس لئے زندہ تعلیم ہے کہ اس کے ثمرات اور برکات اس وقت بھی ویسے ہی موجود ہیں جو آج سے تیرہ سو سال پیشتر موجود تھے۔ دوسری کوئی تعلیم ہمارے سامنے اس وقت ایسی نہیں ہے جس پر عمل کرنے والا یہ دعویٰ کر سکے کہ اس کے ثمرات اور برکات اور فیوض سے مجھے حصہ دیا گیا ہے اور میں ایک آیۃ اللہ ہو گیا ہوں۔ لیکن ہم خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے قرآن شریف کی تعلیم کے ثمرات اور برکات کا نمونہ اب بھی موجود پاتے ہیں اور ان تمام آثار اور فیوض کو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع سے ملتے ہیں اب بھی پاتے ہیں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو اس لئے قائم کیا ہے تا وہ اسلام کی سچائی پر زندہ گواہ ہو اور ثابت کرے کہ وہ برکات اور آثار اس وقت بھی رسول اللہ ﷺ کے کامل اتباع سے ظاہر ہوتے ہیں جو تیرہ سو برس پہلے ظاہر ہوتے تھے۔ چنانچہ صدہا نشان اس وقت تک ظاہر ہو چکے ہیں اور ہر قوم ہر مذہب کے سرگروہوں کو ہم نے دعوت کی ہے کہ وہ ہمارے مقابلہ میں آ کر اپنی صداقت کا نشان دکھائیں۔ مگر ایک بھی ایسا نہیں کہ جن سے اپنے مذہب کی سچائی کا کوئی نمونہ عملی طور پر دکھائے۔

ہم خدا تعالیٰ کے کلام کو کامل اعجاز مانتے ہیں اور ہمارا یقین اور دعویٰ ہے کہ کوئی دوسری کتاب اس کے مقابل نہیں ہے۔ میں علیٰ وجہ البصیرۃ کہتا ہوں کہ قرآن شریف کا کوئی امر پیش کریں وہ اپنی جگہ پر ایک نشان اور معجزہ ہے۔ مثلاً تعلیم ہی کو دیکھیں تو وہ عظیم الشان معجزہ نظر آتی ہے اور فی الواقع معجزہ ہے۔ ایسے حکیمانہ نظام اور فطری تقاضوں کے موافق واقع ہوئی ہے کہ دوسری تعلیم اس کے ساتھ ہرگز ہرگز مقابلہ نہیں کر سکتی۔ قرآن شریف کی تعلیم پہلی ساری تعلیموں کی متمم اور مکمل ہے۔ اس وقت صرف ایک پہلو تعلیم کا دکھا کر مَیں ثابت کرتا ہوں کہ قرآن شریف کی تعلیم اعلیٰ درجہ پر واقع ہوئی ہے اور معجزہ ہے۔ مثلاً توریت کی تعلیم (حالات موجودہ کے لحاظ سے کہو یا ضروریات وقت کے موافق) کا سارا زور قصاص اور بدلہ پر ہے۔ جیسے آنکھ کے بدلہ آنکھ اور دانت کے بدلہ دانت۔ اور بالمقابل انجیل کی ساری تعلیم کا سارا زور عفو اور درگزر پر تھا اور یہاں تک اس میں تاکید کی کہ اگر کوئی ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسری بھی اس کی طرف پھیر دو۔ کوئی ایک کوس بیگار لے جاوے تو دو کوس چلے جاؤ۔ کرتہ مانگے تو چغہ بھی دے دو۔ اسی طرح پر ہر باب میں توریت اور انجیل کی تعلیم میں یہ بات نظر آئے گی کہ توریت افراط کا پہلو لیتی ہے اور انجیل تفریط کا مگر قرآن شریف ہر موقع اور محل پر حکمت اور وسط کی تعلیم دیتا ہے۔ جہاں دیکھو، جس بارہ میں قرآن کی تعلیم پر نگاہ کرو، تو معلوم ہو گا کہ وہ محل اور موقعہ کا سبق دیتا ہے۔ اگر ہم تسلیم کرتے ہیں کہ نفس تعلیم سب کا ایک ہی ہے لیکن اس میں کسی کو انکار کی گنجائش نہیں ہے کہ توریت اور انجیل میں سے ہر ایک کتاب نے ایک ایک پہلو پر زور دیا ہے مگر فطرت انسانی کے تقاضے کے موافق صرف قرآن شریف نے تعلیم دی ہے۔ یہ کہنا کہ توریت کی تعلیم افراط کے مقام پر ہے اس لئے وہ خدا کی طرف سے نہیں۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اُس وقت کی ضرورتوں کے لحاظ سے ایسی تعلیم بکار تھی اور چونکہ توریت یا انجیل قانون مختص المقام کی طرح تھیں۔ اس لئے ان تعلیموں میں دوسرے پہلوؤں کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ لیکن قرآن شریف چونکہ تمام دنیا اور تمام نوع انسان کے واسطے تھا، اس لئے اس تعلیم کو ایسے مقام پر رکھا جو فطرت انسانی کے صحیح تقاضوں کے موافق تھی اور یہی حکمت ہے کیونکہ حکمت کے معنی ہیں وَضْعُ الشَّیْئِ فِیْ مَحَلِّہٖ یعنی کسی چیز کو اس کے اپنے محل پر رکھنا۔ پس یہ حکمت قرآن شریف نے ہی سکھلائی ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 27تا28۔جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

مشعل راہ

## نمازوں کی پابندی کے قابل تقلید نمونے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ 26 ستمبر 2003ء میں احمدیوں کی نمازوں کی پابندی کے نیک نمونہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

قادیان میں نمازوں اور تہجد کے التزام کے بارہ میں حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ فرماتے ہیں کہ مَیں قادیان میں سورج گرہن کے دن نماز میں موجود تھا۔ مولوی محمد احسن صاحب امروہوی نے نماز پڑھائی اور نماز میں شریک ہونے والے بے حد رو رہے تھے۔ اس رمضان میں یہ حالت تھی کہ صبح دو بجے سے چوک احمدیہ میں چہل پہل ہو جاتی۔ اکثر گھروں میں اور بعض مسجد مبارک میں آ موجود ہوتے جہاں تہجد کی نماز ہوتی، سحری کھائی جاتی اور اوّل وقت صبح کی نماز ہوتی۔ اس کے بعد کچھ عرصہ تلاوت قرآن شریف ہوتی اور کوئی آٹھ بجے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سیر کے لئے تشریف لے جاتے۔ سب خدام ساتھ ہوتے۔ یہ سلسلہ کوئی گیارہ بارہ بجے ختم ہوتا۔ اس کے بعد ظہر کی اذان ہوتی اور ایک بجے سے پہلے نماز ظہر ختم ہو جاتی اور پھر نماز عصر بھی اول وقت میں پڑھی جاتی۔ بس عصر اور مغرب کے درمیان فرصت کا وقت ملتا تھا۔ مغرب کے بعد کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کر آٹھ ساڑھے آٹھ بجے نماز عشاء ختم ہو جاتی اور ایسا ہُو کا عالم ہوتا کہ گویا کوئی آباد نہیں مگر دو بجے رات سب بیدار ہوتے اور چہل پہل ہوتی''۔ (اصحاب احمد جلد 2 صفحہ 77)

پھر نواب محمد عبداللہ خان صاحبؓ کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ایک روایت لکھی ہے کہ نماز کے عاشق تھے۔ خصوصاً نماز باجماعت کے قیام کے لئے آپ کا جذبہ اور جدوجہد امتیازی شان کے حامل تھے۔ بڑی باقاعدگی سے پانچ وقت مسجد میں جانے والے۔ جب دل کی بیماری سے صاحب فراش ہو گئے تو اذان کی آواز کو ہی اس محبت سے سنتے تھے جیسے محبت کرنے والے اپنی محبوب آواز کو۔ جب ذرا چلنے پھرنے کی سکت پیدا ہوئی تو بسا اوقات گھر کے لڑکوں میں سے ہی کسی کو پکڑ کر آگے کھڑا کر دیتے اور باجماعت نماز ادا کرنے کے جذبہ کی تسکین کر لیتے۔ یا رتن باغ میں نماز والے کمرہ کے قریب ہی کرسی سِرکا کر باجماعت نماز میں شامل ہو جایا کرتے۔ جب ماڈل ٹاؤن والی کوٹھی میں گئے تو وہیں پنجوقتہ باجماعت نماز کا اہتمام کر کے گویا گھر کو ایک قسم کی مسجد بنا لیا۔ پانچ وقت اذان دلواتے۔ موسم کی مناسبت سے کبھی باہر گھاس کے میدان میں، کبھی کمرے کے اندر چٹائیاں بچھوانے کا اہتمام کرتے اور بسا اوقات پہلے نمازی ہوتے جو مسجد میں پہنچ کر دوسرے نمازیوں کا انتظار کیا کرتا۔ مختلف الانواع لوگوں کے لئے اپنی رہائش گاہ کو پانچ وقت کے آنے جانے کی جگہ بنا دینا کوئی معمولی نیکی نہیں خصوصاً ایسی حالت میں اس نیکی کی قیمت اور بھی بڑھ جاتی ہے جبکہ صاحب خانہ کا رہن سہن کا معیار خاصا بلند ہو اور معاشرتی تعلقات کا دائرہ بہت وسیع ہو''۔ (اصحاب احمد جلد 12 صفحہ 152-153)

پنجگانہ نماز کے التزام کے بارہ میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام شیخ حامد علی صاحبؓ کے بارہ میں فرماتے ہیں:

''حِبی فی اللہ شیخ حامد علی۔ یہ جوان صالح اور ایک صالح خاندان کا ہے اور قریباً سات آٹھ سال سے میری خدمت میں ہے اور مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ مجھ سے اخلاص اور محبت رکھتا ہے۔ اگرچہ دقائق تقویٰ تک پہنچنا بڑے عرفاء اور صلحاء کا کام ہے۔ مگر جہاں تک سمجھ ہے اتباع سنت اور رعایت تقویٰ میں مصروف ہے۔ مَیں نے اس کو دیکھا ہے کہ ایسی بیماری میں جو نہایت شدید اور مرض الموت معلوم ہوتی تھی اور ضعف اور لاغری سے میّت کی طرح ہو گیا تھا۔ التزام ادائے نماز پنجگانہ میں ایسا سرگرم تھا کہ اس بیہوشی اور نازک حالت میں جس طرح بن پڑے نماز پڑھ لیتا تھا۔ مَیں جانتا ہوں کہ انسان کی خدا ترسی کا اندازہ کرنے کے لئے اس کے التزام نماز کو دیکھنا کافی ہے کہ کس قدر ہے اور مجھے یقین ہے کہ جو شخص پورے پورے اہتمام سے نماز ادا کرتا ہے اور خوف اور بیماری اور فتنہ کی حالتیں اس کو نماز سے روک نہیں سکتیں وہ بے شک خدا تعالیٰ پر ایک سچا ایمان رکھتا ہے۔ مگر یہ ایمان غریبوں کو دیا گیا دولتمند اس نعمت کو پانے والے بہت ہی تھوڑے ہیں''۔ (ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۴۰)

## دُعا کی خصوصی تحریک

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 17 / اپریل 2009ء میں پاکستان، بھارت، انڈونیشیا اور دیگر ممالک میں معصوم احمدیوں کے خلاف معاندین کی طرف سے ظالمانہ کارروائیوں پر احباب جماعت کو ایک دفعہ پھر خصوصی دعائیں کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب احمدیوں کو اپنی حفاظت میں رکھے اور ہر قسم کے شر سے بچاتے ہوئے اللہ تعالیٰ شریروں کے شرارے واپس ان پر لوٹا دے۔ اور جماعت اللہ تعالیٰ کی خاص حفاظت میں اس کی نصرت و تائید کے ساتھ دن دوگنی رات چوگنی کرتی چلی جائے۔

ہمیں امید ہے کہ دنیا بھر کے احمدی اپنی دعاؤں میں خاص ابتہال کی کیفیت پیدا کریں گے اور تمام ظلموں کا دعاؤں کے تیروں سے مقابلہ کریں گے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔ رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنَا وَانْصُرْنَا وَارْحَمْنَا۔

## آذانِ حق

اشک ِتَر سے نفس امّارہ کا برتن صاف کر
پہن کر تعویذِ تقویٰ عرش تک طواف کر
احتسابِ نفس کے برزخ میں کردیدارِ من
دیدہ ودل کو جھکا کے روح کو کشّاف کر
چھُپ کے اپنے آپ میں اپنی ذرا تصویر دیکھ
تول کے میزانِ حق میں خود کو خود انصاف کر
پاش کر کے کعبۂ سینے کے سب لات و منات
سانپ ہیں داماں میں جتنے اُن کو کُل اتلاف کر
چاہیئے ہر شام ہو گزرے ہوئے دن پہ گواہ
ہر سحر اشکِ پشیمانی سے دھو، شفاف کر
خود اتر آئے حرائے جاں میں وہ یارِ ازل
مثلِ آئینہ مُنزّہ خُلق کے اوصاف کر
تُو نہ شرقی ہے نہ غربی، تیرا قبلہ اُستوار
کرودِاع رُہبانیت، نے طمع اطراف کر
جیسے ہو جاتی ہے کھو کر موج ساگر آشنا
طاہر لاھوت بن، قوسین تک اعراف کر
چھوڑ کر سب بُت پرستی آ مرے درویش پھر
تحفۂ سیفِ قلم لے، وردِ سورۂ قٓ کر
آخریں میں ہے اگر تُو اوّلیں کا اہل ہو
نقش پا پہ اُن کے چل، قربانیٔ اسلاف کر
پھر خلافت بھی تری ہے، پھر امامت بھی تیری
تاجِ رضواں بھی ترا، خُلد و سلامت بھی تری

(ایچ۔آر۔ساحر۔امریکہ)

## غزل

کیسا خیال آیا مرے دھیان کی طرف ۔۔۔ اک گیان میں چلے ترے نروان کی طرف
کیا کیا کرشمے آئے عدم سے وجود میں ۔۔۔ دیکھا جو تُو نے اِس گِلِ بے جان کی طرف
یہ کیا ہوا کہ عقل سے ایمان اٹھ گیا ۔۔۔ یہ کون لے چلا ہمیں وجدان کی طرف
ہم تیری خاکِ پا سے بھی آگے نہ جا سکے ۔۔۔ کیسے نظر اٹھائیں تری شان کی طرف
کیا کیا جواہرات نہ حاصل ہوئے مگر ۔۔۔ درویش کا خیال فقط نان کی طرف
جب ہو قلم میں تیری محبت کی روشنی ۔۔۔ پھر کون دیکھتا ہے قلمدان کی طرف
جس دور میں ہو جیسی بھی دولت کی بات ہو ۔۔۔ سب دیکھتے ہیں وادیٔ فاران کی طرف
ہم مانتے ہیں امن کو ایمان کی کلید ۔۔۔ ہم ہیں قلم کے سیّد و سلطان کی طرف
اب آسماں کے اصل اشاروں کو دیکھئے ۔۔۔ کیا دیکھنا ہے جوزا و سرطان کی طرف
ہم بے حساب فضل کے امید وار ہیں ۔۔۔ دیکھو تم اپنے عدل کی میزان کی طرف
شاید کہ بستیوں پہ کڑا وقت آ گیا ۔۔۔ اب آسماں بھی لگتا ہے طوفان کی طرف
میرے مسیحا! اپنی مسیحائی کی ہوا ۔۔۔ بھیجیں کچھ اِس غریب، تن آسان کی طرف

(آصف باسط۔لندن)

# مَصَالِحُ الْعَرَب

## (عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

## حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

## گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

**قسط نمبر39**

## حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا دوسرا سفر یورپ برائے علاج

جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے کہ 10/مارچ 1954ء کو حضرت مصلح موعودؓ پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ چنانچہ علاج کی غرض سے آپ نے یورپ جانے کا ارادہ فرمایا۔ اس سفر کے دوران حضورؓ نے دمشق اور بیروت میں بھی قیام فرمایا لہٰذا اس سفر کے عربوں سے متعلقہ بعض تاریخی واقعات یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔

### کراچی سے دمشق کے لئے روانگی

29/اور 30/اپریل 1955ء کی درمیانی شب کو سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی سفر یورپ کے ارادہ سے KLM کے طیارہ کے ذریعہ کراچی سے دمشق کے لئے روانہ ہوئے۔ حضور کے ساتھ سیدہ ام متین صاحبہ۔ سیدہ مہر آپا صاحبہ، صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب۔ صاحبزادی امۃ الجمیل صاحبہ اور صاحبزادی امۃ المتین صاحبہ کے علاوہ عزت مآب چودھری سر محمد ظفر اللہ خانصاحب بھی تھے۔ ڈرگ روڈ کے ہوائی اڈہ سے پونے دو بجے شب حضور کا طیارہ دمشق کے لئے روانہ ہوا۔

حضور کی تشریف آوری سے قبل مولانا عبدالمالک خان صاحب مبلغ سلسلہ نے حسب ذیل دُعائیں لاؤڈ سپیکر پر پڑھیں اور احباب کو ان کے دہرانے کی تلقین کی۔ یہ دعائیں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود نے خاص اس موقعہ کے لئے خود انہیں لکھوائی تھیں۔

(1)۔ اَللّٰھُمَّ اَخْرِجْھُم مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاَدْخِلْھُم مُّدْخَلَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لَّھُمْ مِّنْ لَّدُنْکَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا۔

(2)۔ رَبِّ کُلُّ شَیْیءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْھُمْ وَانْصُرْھُمْ وَارْحَمْھُمْ۔

(3)۔ یَا حَفِیْظُ یَا عَزِیْزُ یَا رَفِیْقُ۔

(4)۔ فِی حِفَاظَةِ اللّٰہِ وَرَحْمَتِہٖ۔

(5)۔ اِرْجِعُوْ سَالِمِیْنَ غَانِمِیْنَ تَحْتَ رَحْمَةِ اللّٰہِ۔

اسی طرح سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ مشہور نظم بھی خوش الحانی سے پڑھی گئی جس میں حضور نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اور دیگر اولاد کے لئے دعا فرمائی ہے۔

سوا نو بجے تھے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی خدام میں تشریف لائے اور کرسی پر بیٹھ کر مجمع سمیت لمبی اور پُرسوز دُعا کی۔ دعا کا یہ نظارہ حد درجہ ایمان افروز اور رقت انگیز تھا اور اس کی کیفیت کا اندازہ کچھ وہی لوگ لگا سکتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس موقعہ پر شریک ہونے کی سعادت عطا فرمائی تھی۔

اس موقعہ پر مقامی جماعت اور صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے دو بکرے بطور صدقہ ذبح کئے گئے۔

(روزنامہ "الفضل" ربوہ 19/مئی 1955ء صفحہ 5)

### دمشق میں ورود اور ہفت روزہ قیام

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مصلح موعودؓ بروز ہفتہ بتاریخ 30/اپریل تقریباً سات بجے بذریعہ ڈچ ہوائی جہاز دمشق کے ہوائی اڈہ پر وارد ہوئے۔ چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ پرائیویٹ سیکرٹری 28/اپریل سے یہاں موجود تھے۔ احباب جماعت حضور کی آمد کے بے تابی سے منتظر تھے۔ کئی ایک کو اس بارہ میں رؤیا میں بھی بشارات مل چکی تھیں۔ کل جمعہ میں خاصا اجتماع تھا۔ ہمارے محترم دوست استاذ السید منیر الحصنی صاحب نے استقبال کے بارہ میں احباب کو ہدایات دیں۔ احباب جماعت عموماً انتہا درجہ کے مصروف اور اکثر ذمہ داری کے مناصب پر مقرر ہیں۔ لیکن کچھ تو صبح ہی زاویۃ الحصنی میں (جہاں جماعت کا مرکز ہے) پہنچ گئے اور پھر اکٹھے الحاج سید بدر الدین الحصنی صاحب کے مکان پر پہنچے جہاں دوسرے دوست پہلے ہی پہنچ چکے تھے۔ کاروں کا انتظام کیا گیا اور سات بجے سے قبل ہوائی اڈہ پر جا پہنچے۔ سید منیر الحصنی صاحب، چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ اور ایک اور دوست جنہیں طیارہ کی سیڑھی کے دروازے پر جانے کی اجازت تھی آگے بڑھے۔ حضور تشریف لائے اور شرفِ مصافحہ بخشا۔ پھر حضور اپنے احباب کے اجتماع میں سہارا لئے ہوئے پولیس کے دفتر میں جہاں پاسپورٹ وغیرہ چیک کئے جاتے ہیں تشریف فرما ہوگئے اور استاذ منیر الحصنی پاس ہی کھڑے ہو کر باری باری احباب کا تعارف کرواتے گئے۔ حضرت ام امۃ المتین صاحبہ، حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ، صاحبزادی امۃ الجمیل اور صاحبزادی امۃ المتین کے استقبال کے لئے الحاج بدر الدین الحصنی کے خاندان کی مستورات تشریف لائی ہوئی تھیں۔ انہوں نے انہیں خوش آمدید کہا اور اپنے قابل احترام مہمانوں کو لے کر بلاتاخیر گھر کو روانہ ہوگئیں۔ تھوڑی دیر کے بعد جب پاسپورٹ چیک ہوگئے تو حضور بھی اپنے خدام کے ہمراہ الحاج بدالدین صاحب کے مکان کو روانہ ہوگئے اور چند میل کا فاصلہ طے کرنے کے بعد اپنے میزبان کے مکان پر پہنچ گئے۔ حضور کا قیام بالاخانہ پر ہوا جو نہایت صاف ستھرا آرام دہ تھا اور اپنے آقا کے قدموں تلے آنکھیں بچھانے والے حصنی خاندان کو میزبانی کا شرف حاصل ہوا۔ الحاج بدر الدین صاحب کا ریشمی کپڑے کا کارخانہ ہے۔ آپ ہمارے دمشق کے مبلغ انچارج السید منیر الحصنی کے چھوٹے بھائی ہیں۔ حضور تھوڑی دیر ڈرائینگ روم میں بیٹھے اور پھر اندر آرام فرمانے کے لئے تشریف لے گئے۔ حضور قریباً سات روز تک دمشق میں رونق افروز رہے۔ دورانِ قیام کے بعض کوائف بیان کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

30/اپریل 1955ء :۔ حضور نماز ظہر کے لئے تشریف لائے اور سفر کی تکان کے باوجود دمشق کے مخلص احمدیوں کے طبعی اشتیاق کے پیش نظر مجلس میں تقریباً دو گھنٹے تشریف فرما رہے اور مختلف امور پر اظہار خیال فرماتے رہے۔

یکم مئی 1955:۔ دوپہر کو کھانے سے قبل دمشق سے تین چار میل کے فاصلہ پر ایک باغ "المنشیۃ" مع اہل بیت تشریف لے گئے۔ صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب۔ چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب۔ سید منیر الحصنی صاحب اور چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ کو بھی شرف معیت حاصل ہوا۔ اس باغ میں بہنے والی نہر کے کنارے کے ساتھ نشست گاہیں بنی ہوئی تھیں۔ حضور کچھ وقت وہاں تشریف فرما رہے اور پھر واپس تشریف لائے۔ ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں اور اس کے بعد مخلصین کو مصافحہ کا موقعہ عطا فرمایا۔

تقریباً ساڑھے پانچ بجے ڈاکٹر یوسف الموصلی صاحب معائنہ کے لئے تشریف لائے انہوں نے اس رائے کا اظہار کیا کہ حضور کو مکمل آرام کی ضرورت ہے اور یہی اصل علاج ہے۔

### جماعت احمدیہ بیروت پر شفقت

شیخ نور احمد صاحب منیر جو ان دنوں بیروت (لبنان) میں مبلغ احمدیت کے فرائض انجام دے رہے تھے ایک روز قبل شرف ملاقات حاصل کر چکے تھے اس روز بھی لبنان کی جماعت کے ایک اور دوست کے ساتھ آئے تا حضور کی خدمت میں اصرار کے ساتھ یہ درخواست کریں کہ حضور بیروت میں بھی تشریف لاویں اور جماعت کو زیارت کا موقع دیں۔ حضور نے ازراہ شفقت بیروت میں قیام منظور فرمالیا۔

6/مئی 1955ء: اس روز حضور نے ظہر وعصر کی نماز کے بعد بعض شامی اور فلسطینی احباب سے مسئلہ فلسطین کے بارہ میں عربی میں گفتگو فرمائی۔ نیز مشرق وسطیٰ میں سلسلہ کی ترقی کے بارہ میں بعض سکیموں پر غور کیا اور اصحاب الرائے احباب سے مشورہ فرمایا۔

دمشق میں اپنے قیام کے دوران حضورؓ یہاں پر تبلیغ کو وسیع کرنے اور ایک اسکول قائم کرنے کے منصوبے پر غور فرماتے رہے۔ ایک روز حضرت مصلح موعودؓ دمشق سے پانچ میل کے فاصلے پر ایک مقام دمّر تشریف لے گئے۔ وہاں نہر کے کنارے ایک کیفے میں تشریف فرما رہے۔

6/مئی کو حضورؓ کے اعزاز میں دمشق کے احمدی احباب کی طرف سے جماعت کے مرکز زاویۃ الحصنی میں دعوت تھی۔ لیکن اس ایک روز بعض احباب کو ایسی خوابیں آئیں جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ حضور کو خطرہ در پیش ہے لیکن انجام بخیر ہے۔ ظاہری تدبیر کے طور پر یہ قدم اُٹھایا گیا کہ حضور زاویۃ الحصنی نہ تشریف لائیں بلکہ احباب کھانے کے بعد حضورؓ کی خدمت میں حاضر ہو جائیں۔

### حضورؓ کے ایک مکتوب میں الحصنی خاندان کے اخلاص کی تعریف

3/مئی 1955ء کو حضور نے امیر مقامی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے نام ایک مکتوب تحریر فرمایا جس میں **سفر دمشق اور آئندہ پروگرام پر روشنی ڈالنے کے علاوہ السید منیر الحصنی اوران کے مخلص خاندان کی عقیدت ومحبت کا نہایت پیارا نقشہ کھینچا گیا تھا۔** مذکورہ مکتوب کے الفاظ یہ تھے۔

دمشق 55-5-3

عزیزم مرزا بشیر احمد صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آج دمشق آئے تیسرا دن ہے ہوائی جہاز میں تو اس حادثہ کے سوا کہ اس کے کمبل گلوبند کی طرح چھوٹے عرض کے تھے اور کسی طرح بدن کو نہیں ڈھانک سکتے تھے خیریت رہی۔ سردی کے مارے ساری رات جاگا اور پھر وہم ہونے لگا کہ شاید مجھے دوبارہ حملہ ہوا ہے۔ چودھری ظفر اللہ صاحب ساری رات مجھے کمبلوں سے ڈھانکتے رہے مگر یہ ان کے بس کی بات نہ تھی۔ آخر جب میں بہت نڈھال ہو گیا تو مَیں نے چودھری صاحب کی طرف دیکھا جو ساتھ کی کرسی پر تھے تو ان کا چہرہ مجھے بہت نڈھال نظر آیا اور مجھے یہ وہم ہو گیا کہ چوہدری صاحب بھی بیمار ہو گئے ہیں۔ آخر مَیں نے منور احمد سے کہہ کر نیند کی دوائی منگوائی۔ چودھری صاحب نے قہوہ منگوا کر دیا وہ گرم گرم پیا۔ ایک ایسپرین کی پُڑیا کھائی تو پھر جا کر نیند آئی اور ایسی گہری نیند آئی کہ جب چودھری صاحب صبح کی نماز پڑھ چکے تو مَیں جاگا۔ چودھری صاحب نے عذر کیا کہ آپ کی بیماری اور بیچینی کی وجہ سے مَیں نے آپ کو نماز کیلئے نہیں جگایا۔ بہر حال قضائے حاجت کے بعد کرسی پر نماز ادا کی اور پھر ناشتہ کیا۔ اتنے میں روشنی ہو چکی تھی۔ دُور دُور سے عرب اور شام کی زمینیں نظر آرہی تھیں۔ بہر حال بقیہ سفر نہایت عمدگی سے کٹا اور ہم سات بجے دمشق پہنچ گئے ایروڈروم پر دمشق کی جماعت کے احباب تشریف لائے ہوئے تھے جو سب بہت اخلاص سے ملے برادرم منیر الحصنی بھی جماعت کے ساتھ تشریف لائے ہوئے تھے۔ ایروڈروم کے ہال میں جا کر بیٹھ گئے جہاں پاکستان کے منسٹر بھی چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے ملنے کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ مستورات کے لئے برادرم سید بدر الدین الحصنی جو منیر الحصنی کے چھوٹے بھائی ہیں، کی مستورات تشریف لائی ہوئی تھیں۔ وہ مستورات کو گھر لے گئیں پیچھے پیچھے ہم بھی پہنچ گئے۔ محبت اور اخلاص کی وجہ سے بدر الدین الحصنی نے سارا گھر ہمارے لئے خالی کر دیا ہے اس وقت ہم اس میں ہیں۔ جس محبت سے یہ سارا خاندان ہماری خدمت کر رہا ہے اس کی مثال پاکستان میں مشکل سے ملتی ہے۔ **برادرم سید بدر الدین حصنی شام کے بہت بڑے تاجر ہیں لیکن خدمت میں اتنے بڑھے ہوئے ہیں کہ اپنے اخلاص کی وجہ سے وہ خادم زیادہ نظر آتے ہیں رئیس کم نظر آتے ہیں۔** یہاں چونکہ سردی بہت ہے اور یورپ کی طرح Heating System نہیں ہے۔ مجھے سردی کی وجہ سے زیادہ تکلیف ہوگئی ہے۔ یہاں کے قابل ڈاکٹر کو بلایا گیا جس کے معائنہ کو دیکھ کر معلوم ہوا کہ وہ واقعی قابل ہے۔ فرانس کا پڑھا ہوا ہے بعض امور جو تجربہ سے بیماری کو بڑھانے والے ہوتے ہیں اس نے ان کو بہت جلدی اخذ کر لیا۔ منور احمد نے بتایا کہ جب ڈاکٹر کو فیس دینے لگے تو سید منیر الحصنی صاحب نے بڑے زور سے روکا یہ ہمارا خاندان کا ڈاکٹر ہے ہم اس کو سالانہ فیس ادا کرتے ہیں اس کو فیس نہ دیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہاں بھی بڑے خاندان یورپ کی طرح ڈاکٹروں کو ماہانہ یا سالانہ فیس ادا کرتے ہیں اور ہر دفعہ آنے پر الگ فیس نہیں دی جاتی۔ اب یہ پروگرام ہے کہ انشاء اللہ سات تاریخ کو ہم بیروت جائیں گے اور آٹھ کو اٹلی روانہ ہوں گے۔ چودھری صاحب انشاء اللہ ساتھ ہی ہوں گے ان کی ہمراہی بہت تسلی اور آسائش کا موجب رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ **دلوں میں ایسی محبت کا پیدا کرنا محض اللہ تعالیٰ کا ہی کام ہے۔ انسان کی طاقت نہیں اس لئے ہم اللہ تعالیٰ کے ہی شاکر ہیں** کہ اس نے ہمارے لئے وہ کچھ پیدا کر دیا جو دوسرے انسانوں کو باوجود ہم سے ہزاروں گنے طاقت رکھنے کے حاصل نہیں۔ ایک دن یہاں بھی شدید دورہ ہوا تھا مگر خدا کے فضل سے کم ہو گیا اب معلوم ہوتا ہے کہ ایسے ملک میں پہنچ کر جہاں Heating System ہوتا ہے بیماری کے ایک حصہ کو کافی فائدہ ہوگا۔ جو حملہ یہاں آ کر ہوا وہ زیادہ تر دماغی تھا۔ یعنی جسم پر حملہ ہونے کی بجائے دماغ پر لگتا تھا بڑی سخت گھبراہٹ تھی۔ اس وقت یہ دل چاہتا تھا کہ اڑ کر اپنے وطن چلا جاؤں مگر مجبوری اور معذوری تھی۔ ادھر علاج کا مقام بھی بہت قریب آ گیا تھا اس لئے عقل کہتی تھی اب سفر کی غرض کو پورا کرو شاید اللہ تعالیٰ کلّی صحت ہی عطا فرما دے اور جسم آئندہ کام کے قابل ہو جائے۔ انشاء اللہ ہم اب آٹھ یا نو تاریخ کو تار یا خط کے ذریعہ سوئٹزرلینڈ سے اپنے حالات لکھیں گے۔ احباب دعاؤں میں مشغول رہیں کیونکہ علاج کا مرحلہ تو اب قریب آ رہا ہے۔ اس سے پہلے تو سفر ہی سفر تھا۔ سب احباب جماعتِ احمدیہ اور عزیزوں اور رشتہ داروں کو السلام علیکم۔

مرزا محمود احمد

(روزنامہ "الفضل" ربوہ 10/مئی 1955ء صفحہ 1-2)

### ایک نکاح کا اعلان

اس روز حضور نے نماز ظہر سے قبل سیدہ نجمیہ (بنت الحسن الجابی مرحوم) کا نکاح سید سعید القبانی کے ساتھ ایک ہزار لیرہ سوری مہر معجّل اور پانچ صد لیرہ سوری مہر مؤجل پر پڑھا اور اس کے بابرکت ہونے کی دعا فرمائی۔ یہ پہلا نکاح تھا جو حضور نے

ایک شامی احمدی کا ایک شامی خاتون کے ساتھ پڑھایا۔

## یہ محبت تو نصیبوں سے ملا کرتی ہے

نماز ظہر کے بعد حضور مجلس عرفان میں رونق افروز رہے اور شامی احباب سے بلا تکلف عربی زبان میں گفتگو فرماتے رہے۔ ایک دوست نے عرض کیا کہ حضور ہمارا جی چاہتا تھا کہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوں اور حضور کی زیارت کریں لیکن اس کی ہمت نہ تھی ہمارا اللہ خود حضور کو ہمارے پاس لے آیا۔ یہ دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی بات تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا اور پھر ایک حکایت سنائی کہ ایک شہر میں اللہ کا ایک معذور بندہ رہتا تھا اس سے دور ایک ولی اللہ تھا اس معذور اور بزرگ کے دل کی خواہش تھی کہ کس طرح اس ولی اللہ سے ملاقات ہو لیکن وہ جانہ سکتا تھا۔ اور ولی اللہ کو بلانے کی جرأت نہ تھی۔ آخر ایک دن وہ ولی خود اس کے پاس آگئے وہ بڑا حیران ہوا۔ پوچھا آپ کیسے آئے؟ کہا سلطان کی طرف سے مجھے حاضری کا حکم پہنچا تھا اس لئے آیا ہوں۔ اس بزرگ نے عرض کیا نہیں خدا تعالیٰ مجھ معذور کی زیارت کے لئے آپ کو لایا ہے۔ چنانچہ تھوڑی دیر بعد ایک پیغامبر آیا اس نے بتایا کہ وہ فلاں صاحب کے لئے یہ شاہی حکم لے کر جارہا ہے کہ ان کو نہیں بلایا گیا بلکہ غلطی سے حکم ان کے پاس پہنچ گیا تھا۔ لہٰذا وہ تکلیف نہ کریں۔ اس بزرگ نے جواب دیا تم فکر نہ کرو وہ یہاں ہی ہیں۔ اور یہ اطلاع ان کو پہنچ گئی۔ پس حضور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ خود اپنے بندوں کی خواہش کے پورا کرنے کا سامان پیدا کر دیتا ہے۔

## بدرالدین الحصنی کی سعادت

حضور مختلف احباب سے حالات دریافت فرماتے رہے۔ اس دوران میں عطروں کا ذکر آیا الف لیلہ میں دمشق کے عطروں کا بڑا ذکر آتا ہے۔ احباب نے عرض کیا کہ یہاں تو فرانسیسی عطر زیادہ قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں لیکن بعض عطر مثلاً گلاب اور چنبیلی خاصے اچھے ہیں۔ بعض لوگوں کے اخلاص کا بھی عجیب رنگ ہوتا ہے۔ الحاج سید بدرالدین الحصنی نے کسی کو مختلف قسم کے عطر لانے کی ہدایت کر دی اور چند منٹ بعد مختلف عطر وہ حضور کی خدمت میں پیش کر رہے تھے۔ حضور نے مختلف عطروں کو سونگھتے ہی بتا دیا کہ یہ سب کیمیکل ایسنس کے ہیں۔

رات کے کھانا کی سید منیر الحصنی کے مرحوم بھائی سید عبدالرؤف الحصنی کے ہاں دعوت تھی۔ السید عبدالرؤف الحصنی کے بڑے بیٹے سید نادر الحصنی اپنے خاندان کے لئے اخلاص کا ایک عمدہ نمونہ تھے۔ حضور کی طبیعت شگفتہ تھی اور اس شگفتگی سے ساری مجلس باغ و بہار بنی رہی۔ لطائف کا سلسلہ چلتا رہا۔ کھانا تناول فرمانے کے بعد حضور نے دعا فرمائی۔ پھر سید نادر الحصنی کے چھوٹے بھائی السید نور الدین الحصنی صاحب نے سورہ والضّحیٰ کی نہایت خوش الحانی سے تلاوت کی۔

4/مئی 1955ء کو حضور نماز ظہر و عصر کے بعد مجلس میں تشریف فرما رہے اور بہائیوں کے متعلق السید رشدی السبطی سے حالات دریافت کئے۔ دعوتِ عشائیہ السید منیر مالکی کے ہاں تھی جس میں حضور نے شرکت فرمائی۔ کئی ایک شامی احباب بھی مدعو تھے۔

(روزنامہ "الفضل" ربوہ 15/مئی 1955ء صفحہ 3)

## خطبہ جمعہ اور دمشق میں آخری مجلس

6/مئی 1955ء کو جمعہ کا دن تھا۔ حضور چونکہ ہفتہ کے روز بیروت روانہ ہورہے تھے اس لئے صبح سے ہی کثرت سے احباب حضور کی فرودگاہ پر تشریف لانے لگے۔ جماعت نے اس تاریخی موقعہ کی یادگار ظاہر طور پر محفوظ کرنے کے لئے فوٹو گرافر کا انتظام کیا جس نے مختلف فوٹو لینے شروع کئے اس اثناء میں نماز جمعہ کا وقت ہوگیا۔ الحاج بدرالدین صاحب کو یہ بھی سعادت حاصل ہوئی کہ حضرت مصلح موعودؓ ان کے مکان میں ہی جمعہ پڑھائیں۔ حضور نے فصیح و بلیغ عربی زبان میں ایک مختصر جمعہ پڑھا جس کا مفہوم یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آج سے تقریباً نصف صدی قبل جب کہ آپ میں سے اکثر ابھی پیدا بھی نہ ہوئے تھے حضرت مسیح موعودؑ کو الہام فرمایا:

"یدعون لک ابدال الشام وعباد الله من العرب"

(مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ 86)

اور آج آپ کے وجود سے یہ الہام پورا ہوگیا ہے۔

نماز جمعہ کے بعد حضور کچھ وقت مجلس میں رونق افروز رہے۔ سید محمد ذکی صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی۔ السید محمد الربانی نے حضرت مسیح موعود کا عربی قصیدہ پڑھا اور پھر السید ابراہیم الجبان نے حضرت مصلح موعود کی شان مبارک میں ایک شاندار قصیدہ پڑھا جو ان کی قلبی واردات کا آئینہ دار اور اخلاص کا مرقع تھا۔ اس یادگار تقریب کے کئی فوٹو لئے گئے اور دعا پر یہ تقریب ختم ہوئی۔

## 1924ء اور 1955ء کے دمشق کا موازنہ

حضرت مصلح موعود 1924ء میں بھی نزیل دمشق ہوئے تھے مگر اکتیس سال قبل کے دمشق اور موجودہ دمشق میں ایک بھاری فرق تھا۔ 1924ء میں یہاں کوئی دمشقی احمدی نہ تھا اور حالات اس درجہ مخالف تھے کہ دمشقی عالم الشیخ عبدالقادر المغربی نے حضور سے کہا آپ یہ امید نہ رکھیں کہ ان علاقوں میں کوئی شخص آپ کے خیالات سے متاثر ہوگا کیونکہ ہم لوگ عرب نسل کے ہیں اور عربی ہماری مادری زبان ہے اور کوئی ہندی خواہ وہ کیسا ہی عالم ہو ہم سے زیادہ قرآن و حدیث کے معنی سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتا۔ اولوالعزم فضل عمر اس چیلنج پر خاموش نہ رہ سکے اور فرمایا "اب ہندوستان واپس جانے پر میرا پہلا کام یہ ہوگا کہ آپ کے ملک میں مبلغ روانہ کروں۔ اور دیکھوں خدائی جھنڈے کے علمبرداروں کے سامنے آپ کا کیا دم خم ہے۔

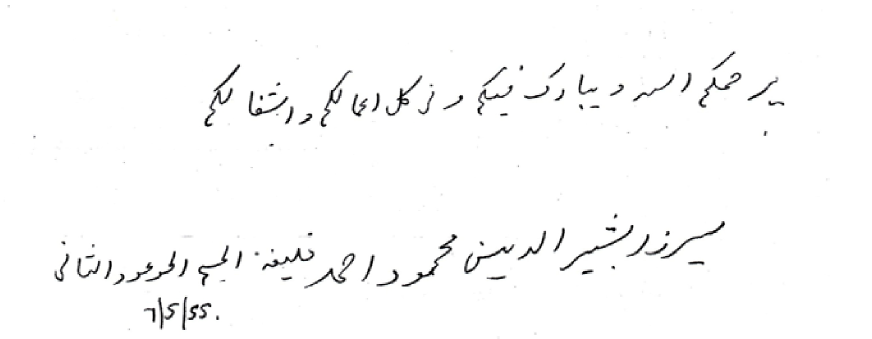
یرحمکم اللہ ویبارک فیکم وفی کل اعمالکم واشغالکم
مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الموعود الثانی
6/5/55.

جماعت احمدیہ شام کی وزیٹرز بک میں حضرت مصلح موعودؓ کے تحریر فرمودہ کلمات کا عکس

(تاریخ احمدیت جلد پنجم صفحہ 413-414)

اللہ اللہ کس توکل علی اللہ اور کس عزم کا اظہار تھا جس نے خدا کے فضلوں کو ایسی تیزی سے جذب کیا کہ اب جو اکتیس سال کے بعد وہی اولوالعزم اور متوکل اور مسیح محمدی کا لختِ جگر اور پسر موعود دمشق میں وارد ہوا تو مخلصین احمدیت کی ایک بیمثال جماعت قائم ہو چکی تھی۔ اور حضور کے عاشق خدام اس کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے اس کے ہاتھ کو بوسہ دینے کے لئے اور اس کے روح پرور کلمات سننے کے لئے اور اس کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کے لئے بے تاب نظر آتے تھے اور اس سے تعارف کا فخر حاصل کرنے اور اس کی دعاؤں کے حصول کیلئے تڑپتے تھے۔ اور خدا کے اس موعود خلیفہ کے در کی پاسبانی کے لئے فخر و عزت محسوس کر رہے تھے۔ (الفضل 15/ مئی 1955ء صفحہ 3)

## جماعت احمدیہ دمشق کے لئے حضرت مصلح موعودؓ کی دعا

دمشق سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی 7/مئی کو بیروت کے لئے روانہ ہوئے۔ روانگی سے قبل حضورؓ نے جماعت احمدیہ شام کی وزیٹرز بک میں اپنے دست مبارک سے مندرجہ ذیل کلمات تحریر فرمائے:

"یرحمکم الله ویبارک فیکم

وفی کل أعمالکم وأشغالکم۔"

ترجمہ: اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت فرمائے اور آپ کے تمام اعمال و اشغال میں برکت عطا فرمائے۔

## دمشق سے بیروت

سیدنا محمود المصلح الموعود ایک ہفتہ دمشق میں قیام فرمانے اور اس کی فضاؤں کو اپنے انوار و برکات سے معطر کرنے کے بعد 7/مئی کو سوا سات بجے صبح دمشق سے بیروت کے لئے روانہ ہو گئے۔ حضور کے ساتھ دمشق کی جماعت کے مخلصین کی ایک تعداد سید منیر الحصنی صاحب کی قیادت میں بیروت آئی ان مخلصین کے اسماء حسب ذیل ہیں:۔

محمد الشواء پلیڈر۔ سعید القبانی۔ علاؤ الدین نویلاتی۔ زکریا الشواء، سلیم حسن الجابی، نادر الحصنی، ابراہیم الجبان، محمد ذکی۔

حضور شتورہ سے بعلبک دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے وہاں پران آثار قدیمہ کو پوری دلچسپی سے دیکھا کچھ دیر پہلے قرآن کریم اور قصیدہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سنا، شتورہ میں کھانا کھایا۔

## جماعت احمدیہ لبنان کا اخلاص

لبنان کی مخلص جماعت کے نمائندگان کا ایک وفد حضور کے استقبال کے لئے دمشق بیروت کی سڑک پر عالیہ صحت افزا پہاڑی مقام سے آگے تقریباً بارہ میل کے فاصلہ پر گیا ہوا تھا۔ اس میں مکرم شیخ نور احمد صاحب منیر مبشر اسلامی۔ محمد توفیق الصفدی صاحب۔ مرزا جمال احمد صاحب۔ ابوالولید شہاب الدین اور چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ شامل تھے۔ حضور کا قافلہ تقریباً ڈیڑھ بجے عالیہ پہنچا۔ ان کے ہمراہ بیروت میں مکرم محمد درجنانی صاحب کے مکان پر پہنچے جہاں حضور کے ٹھہرانے کا انتظام کیا گیا تھا۔

حضور کی پیشوائی اور ملاقات کے لئے لبنان کے احمدی دوست طرابلس اور برجا سے معہ بچوں کے آئے ہوئے تھے جونہی حضور کی کار دروازہ پر پہنچی دوستوں نے کہنا شروع کر دیا جاء مولانا الخلیفة اور دوستوں نے حضور کو اهلاو سهلاو مرحبا کہا۔ حضور کی آمد ان ممالک میں غیر متوقع تھی اس لئے دوستوں کو حضور کی ملاقات سے انتہائی خوشی تھی اور سب دوست حضور کی صحت عاجلہ اور عمر طویل کے لئے دعا گو تھے۔

ڈاکٹری ہدایت کے پیش نظر حضورؓ نے آتے ہی آرام فرمایا اور سو گئے۔ چائے نوشی کے بعد حضور ظہر اور عصر کی نمازیں پڑھانے کے لئے تشریف لائے دوستوں نے حضور کی اقتدا میں نماز پڑھی۔ نماز کے بعد حضور نے بعض مقامی امور کے متعلق استفسار فرمایا اور شیخ نور احمد صاحب منیر نے لبنان کے جملہ احباب کا تعارف حضور سے کرایا۔ تمام دوستوں نے حضور سے مصافحہ کیا۔ سیکرٹری محمد توفیق الصفدی صاحب نے ایک مختصر ایڈریس حضور کی خدمت مبارک میں پیش کیا جس میں حضور کی آمد پر جماعت نے اپنے آقا کو مرحبا کہا تھا۔ اور اپنے جذبات عقیدت کا اظہار کیا اور حضور کی کامل شفاء کے لئے دعا کی۔

السید محمد توفیق الصفدی کے بعد السید نجم الدین نے بھی ایک قصیدہ پیش کیا۔ ازاں بعد حضرت مصلح موعودؓ نے الشیخ عبدالرحمٰن البرجاوی کی درخواست پر جماعت احمدیہ برجا کی مرکزی عمارت کے لئے بنیادی پتھر پر ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی۔

برجا کے علاوہ طرابلس الشام سے بھی محمود ابراہیم صاحب اپنے بچوں کے ہمراہ آئے ہوئے تھے۔ حضور ان کے حالات دریافت فرماتے رہے۔ یہ مختصر مجلس برخاست ہوئی تو دوستوں نے دوبارہ مصافحہ کیا اور پھر حضور ساحلِ سمندر کی طرف تشریف لے گئے اور نئے بیروت کے بعض حصوں کو دیکھا۔ اس وقت چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ اور مکرم توفیق محمد الصفدی صاحب کو حضور کی کار میں بیٹھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضور لبنان میں سلسلہ کی ترقی کے لئے بعض امور پر تبصرہ فرماتے رہے۔ مغرب کی اذان ہو چکی تھی حضور سیر سے واپس تشریف لائے۔ نماز مغرب وعشاء پڑھائیں اور بعض نئے دوستوں کو شرف ملاقات بخشا۔ ایک زیر تبلیغ عیسائی دوست کمیل شلهوب نے بھی حضور سے مصافحہ کیا۔ مصافحہ کے بعد اس شخص نے ایک دوست سے کہا **والله لقد انشرح قلبي من زيارة هذا الشخص**۔ بخدا اس شخص کی ملاقات سے میرے دل میں انشراح پیدا ہوا ہے۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ مکرم محمد توفیق الصفدی اور مکرم محمد درجنانی تمام رات حضورؓ کی قیامگاہ کے باہر پہرہ دیتے رہے۔

مورخہ 8/مئی 1955ء کو حضورؓ بیروت سے زیورچ کے لئے روانہ ہو گئے۔ آپ کو شام و لبنان کے احمدیوں نے الوداع کیا۔

(از الفضل 19/مئی 1955ء صفحہ 3-4، الفضل 10/ جون 1955ء صفحہ 3، بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 16 صفحہ 499-511)

**(باقی آئندہ)**

## مومن کا ہتھیار

حضرت میاں فضل محمد صاحب ہرسیاںؓ (والد ماجد مولانا ابوالبشارت عبدالغفور صاحب) کے قلم سے:۔

ایک دفعہ دعا کے متعلق کچھ سوال ہوا۔ حضور نے فرمایا کہ:

"دعا ہی مومن کا ہتھیار ہے۔ دعا کو ہرگز چھوڑنا نہیں چاہئے۔ بلکہ دعا سے تھکنا نہیں چاہئے۔ لوگوں کی عادت ہے کہ کچھ دن دعا کرتے ہیں اور پھر چھوڑ دیتے ہیں۔ دعا کی مثال حضور نے کنوئیں کی دی کہ انسان کنواں کھودتا ہے جب پانی قریب پہنچتا ہے تو تھک کر ناامید ہو کر چھوڑ دیتا ہے۔ اگر وہ ایک دو بالشت اور کھودتا تو نیچے سے پانی نکل آتا اور اس کا مقصود حاصل ہو جاتا اور کامیاب ہو جاتا۔ اسی طرح دعا کا کام ہے کہ انسان کچھ دن دعا کرتا ہے اور پھر چھوڑ دیتا ہے اور ناکام رہتا ہے۔"

(سیرت المہدی جلد دوم ص 207)

# خطبہ جمعہ

**ہمارا خدا وہ پیارا خدا ہے جو ہماری بے شمار خطاؤں اور غلطیوں کو ڈھانپتا ہے، ان سے صرفِ نظر کرتا ہے۔**

حقیقی مومن وہی ہے جو خدا تعالیٰ سے اس کی ستاری طلب کرے اپنی برائیوں کا احساس ہونے کے بعد ان سے دُور ہٹنے کی کوشش کرے، ان کو ختم کرنے کی کوشش کرے۔غلطیوں کی صورت میں توبہ واستغفار کی طرف متوجہ ہو

**پردہ پوشی بھی اس وقت ہوتی ہے جب غصہ پرقابو ہو اور یہ اس وقت ہوگا جب خداتعالیٰ کا خوف ہوگا۔**

ہر احمدی عورت اور مرد سے مَیں یہ کہتا ہوں کہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے بہترین لباس وہ ہے جو تقویٰ کا لباس ہے۔اُسے پہننے کی کوشش کریں تا کہ اللہ تعالیٰ کی ستاری ہمیشہ ڈھانکے رکھے

(اللہ تعالیٰ کی صفت ستّار کے حوالہ سے احباب جماعت کو ایک دوسرے کی پردہ پوشی کرنے اور اپنے لباس میں بھی حیا کو اختیار کرنے کی تاکیدی نصائح )

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 3 /اپریل 2009ء بمطابق 3/شہادت 1388 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

قرآن کریم میں متعدد جگہ پر اس بات کا ذکر ملتا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی غلطیوں کو معاف فرماتا ہے، ان سے صرف نظر فرماتا ہے اور صرفِ نظر فرماتے ہوئے ستاری کا سلوک فرماتا ہے۔ستاری کیا ہے؟ سَتَـــرَ کے معنی ہیں کسی چیز کو ڈھانپنے اور اس کی حفاظت کرنے کے۔پس ہمارا خدا وہ پیارا خدا ہے جو ہماری بے شمار خطاؤں کو اور غلطیوں کو ڈھانپتا ہے، اُن سے صرفِ نظر فرماتا ہے۔فوری طور پر کسی غلطی پر پکڑتا نہیں بلکہ موقع عطا فرماتا ہے کہ انسان، ایک حقیقی مومن، اللہ تعالیٰ کے اس سلوک سے فائدہ اٹھائے اور جو اس نے غلطیاں اور کوتاہیاں کی ہوں ان کا احساس کرتے ہوئے اپنی اصلاح کی کوشش کرے۔نہ کہ اُن کا اعادہ کرتے ہوئے ان پر دلیر ہو جائے۔پس جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی خطاؤں اور غلطیوں کو ڈھانپتا ہے تو بندے کا بھی کام ہے کہ اپنی اصلاح کی طرف توجہ دیتے ہوئے اس کی حفاظت کے حصار میں آ جائے، جہاں پر وہ اللہ تعالیٰ کی ستاری کے نئے سے نئے جلوے دیکھے گا۔

اِس وقت مَیں چند آیات آپ کے سامنے رکھوں گا جن میں اللہ تعالیٰ کی اس صفت سے حصہ لینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں بعض امور کی طرف توجہ دلائی ہے۔

اللہ تعالیٰ سورة عنکبوت میں فرماتا ہے کہ وَالَّـذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِیْ کَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (العنکبوت:8) اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے ہم لازماً ان کی بدیاں ان سے دور کر دیں گے اور ضرور انہیں ان کے بہترین اعمال کے مطابق جزا دیں گے جو وہ کیا کرتے تھے۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کے بارے میں فرمایا کہ ان کی بدیاں دور کر دیں گے لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ۔لغات میں کَفَّرَ کا مطلب لکھا ہے کہ پردے میں کر دینا، کسی چیز کو ڈھانک دینا اور مکمل طور پر ختم کر دینا۔یعنی ایسے لوگ جو بُرائی کرتے ہیں ان کے ساتھ ایسا سلوک کرنا جس طرح کہ انہوں نے کوئی برائی کی نہ ہو۔پس اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے۔بندہ برائی کرتا ہے تو فوراً نہ تو اسے پکڑتا ہے، نہ ہی اس کی پردہ دری کرتا ہے کہ انسان اپنے معاشرے میں منہ دکھانے کے قابل نہ رہے۔کئی قسم کی برائیاں انسان سے سرزد ہو جاتی ہیں۔کئی قسم کی غلطیوں کا انسان مرتکب ہو جاتا ہے۔لیکن اللہ تعالیٰ کی صفتِ ستار اسے ڈھانکے رکھتی ہے۔اور پھر جو لوگ اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کا احساس رکھتے ہوئے اصلاح کی طرف مائل ہوتے ہیں، اپنے ایمان میں مضبوطی پیدا کرتے ہیں، نیک اعمال بجالانے کی طرف توجہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُس بدی اور اُس کے اثرات تک کو اس طرح اس بندے سے دور کر دیتا ہے گویا کہ وہ برائی اس نے کی ہی نہیں تھی۔نہ تو اس گناہ کی سزا دیتا ہے اور نہ ہی اُس کی شہرت ہوتی ہے۔اگر معاشرے میں کہیں بات نکل بھی جائے تو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے پر توجہ فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ اس بات کو پھیلنے سے بھی روک دیتا ہے جس سے اس شخص کی بدنامی ہو رہی ہو۔اور پھر یہ خدا جو سَتَّـــار بھی ہے، مَـــالِک بھی ہے، جو بندے کے توجہ کرنے پر نہ صرف یکسر اس کی برائیوں کو ڈھانپ دیتا ہے بلکہ ان کو نیک کاموں کی بہترین جزا دیتا ہے۔جب برائیوں کے بعد نیک کام کرتے ہیں تو اس کی جزا بھی بہترین ہوتی ہے۔نیکیوں کی جزا کئی گنا کر کے دیتا ہے اور برائیوں کے دور میں بھی جو چھوٹی چھوٹی نیکیاں ایک انسان نے کی ہوتی ہیں ان کی جزا بھی جمع کر کے دے دیتا ہے اور اس طرح نیکیوں کی تعداد اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ برائیاں کہیں نظر ہی نہیں آتیں۔پس حقیقی مومن وہی ہے جو خدا تعالیٰ سے اس کی ستاری طلب کرے۔اپنی برائیوں کا احساس ہونے کے بعد ان سے دور ہٹنے کی کوشش کرے، ان کو ختم کرنے کی کوشش کرے۔غلطیوں کی صورت میں توبہ واستغفار کی طرف متوجہ ہو تو اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق وہ اس کی رضا حاصل کرنے والا بنتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’انسان اپنی فطرت میں نہایت کمزور ہے اور خدا تعالیٰ کے صدہا احکام کا اس پر بوجھ ڈالا گیا ہے۔پس اس کی فطرت میں یہ داخل ہے(یعنی انسان کی فطرت میں یہ داخل ہے ) کہ وہ اپنی کمزوری کی وجہ سے بعض احکام کے ادا کرنے سے قاصر رہ سکتا ہے اور کبھی نفس امّارہ کی بعض خواہشیں اس پر غالب آ جاتی ہیں۔پس وہ اپنی کمزور فطرت کی رو سے حق رکھتا ہے کہ کسی لغزش کے وقت اگر وہ توبہ استغفار کرے تو خدا کی رحمت اس کو ہلاک کرنے سے بچالے‘‘۔(چشمۂ معرفت ۔روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 189-190 )

یہ ہے وہ حقیقی فہم و ادراک اللہ تعالیٰ کی صفات کا جو خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کو عطا فرمایا اور آپؑ نے پھر ہمیں بتایا۔ورنہ آج دیکھیں دین کے بعض ٹھیکیدار جو ہیں، بڑے بڑے

علماء، جبہ پوش انہوں نے تو خدا تعالیٰ کے تصور کو اس طرح بنا دیا ہے، ایسا خوفناک سختی کرنے والا اور سزا دینے والا خدا پیش کرتے ہیں کہ جس طرح اس میں کوئی نرمی ہے ہی نہیں اور اسی وجہ سے عیسائیوں اور لامذہبوں کو بھی جہاں موقع ملتا ہے وہ اسلام کے خلاف غلط تصور پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ اسلام کا خدا سَتَّـــــار اور رَحِیْم خدا ہے اور نہ صرف خود بلکہ خدا تعالیٰ نے مومنوں کو بھی یہ کہا ہے کہ میری صفات اپنی اپنی استعداد کے مطابق اپنانے کی کوشش کرو اور جب یہ ہوگا تو پھر کس قدر ستاری اور درگزر اور رحم کے نظارے معاشرے میں نظر آئیں گے۔ جب اس کا تصور کیا جائے تو بے اختیار اللہ تعالیٰ کی تسبیح کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے اور پھر آنحضرت ﷺ پر درُود بھی ایک مومن بھیجتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کامل دین کو آپ ﷺ پر اتار کر ایک احسانِ عظیم ہم پر فرمایا ہے۔

ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:

’’قرآن شریف میں خدا نے جو یہ فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اے بندو! مجھ سے ناامید مت ہو۔ مَیں رَحِیْم، کَرِیْم اور ستّار اور غفّار ہوں اور سب سے زیادہ تم پر رحم کرنے والا ہوں اور اس طرح کوئی بھی تم پر رحم نہیں کرے گا جو مَیں کرتا ہوں۔ اپنے باپوں سے زیادہ میرے ساتھ محبت کرو کہ درحقیقت مَیں محبت میں ان سے زیادہ ہوں۔ اگر تم میری طرف آؤ تو مَیں سارے گناہ بخش دوں گا۔ اور اگر تم توبہ کرو تو میں قبول کروں گا اور اگر تم میری طرف آہستہ قدم سے بھی آؤ تو مَیں دوڑ کر آؤں گا۔ جو شخص مجھے ڈھونڈے گا وہ مجھے پائے گا اور جو شخص میری طرف رجوع کرے گا وہ بھی میرے دروازہ کو کھلا پائے گا۔ مَیں توبہ کرنے والے کے گناہ بخشتا ہوں خواہ پہاڑوں سے زیادہ گناہ ہوں۔ میرا رحم تم پر بہت زیادہ ہے اور غضب کم ہے کیونکہ تم میری مخلوق ہو۔ مَیں نے تمہیں پیدا کیا اس لئے میرا رحم تم سب پر محیط ہے‘‘۔

پس اللہ تعالیٰ کی طرف آنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہی وہ راستے سکھائے ہیں کہ جن سے اس کی طرف بڑھا جا سکتا ہے۔ ایمان میں کامل بننے کی کوشش کرو۔ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرو۔ بندوں کے حقوق ادا کرو۔ اعمال صالحہ بجالاؤ اور ان اعمال صالحہ کا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ذکر بھی فرما دیا کہ کون کون سے اعمال ہیں جو تمہیں بجالانے چاہئیں۔ کون سے ایسے اعمال ہیں جن کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ کون سے اعمال ہیں جن کو اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتا ہے۔ پس ان تمام اوامر کے کرنے اور نواہی سے بچنے کی مومن کو کوشش کرنی چاہئے جن کا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے تا کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی ستّاری اور رحم سے حصہ لینے والے بنتے رہیں۔

گزشتہ خطبہ میں مَیں نے میاں بیوی کے تعلقات کا بھی مختصراً ذکر کیا تھا کہ بعض حالات میں کس طرح آپس کے اختلافات کی صورت میں ایک دوسرے پر گند اچھالنے سے بھی دونوں فریق باز نہیں رہتے اور یہ بات خدا تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کو، میاں کو بھی اور بیوی کو بھی، کس طرح ایک دوسرے کی ذمہ داریوں کی ادائیگی کا احساس دلایا ہے۔ فرماتا ہے هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ (البقرة :188) یعنی وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔ یعنی آپس کے تعلقات کی پردہ پوشی جو ہے وہ دونوں کی ذمہ داری ہے۔ قرآن کریم میں ہی خدا تعالیٰ نے جو لباس کے مقاصد بیان فرمائے ہیں وہ یہ ہیں کہ لباس ننگ کو ڈھانکتا ہے، دوسرے یہ کہ لباس زینت کا باعث بنتا ہے، خوبصورتی کا باعث بنتا ہے، تیسرے یہ کہ سردی گرمی سے انسان کو محفوظ رکھتا ہے۔

پس اس طرح جب ایک دفعہ ایک معاہدے کے تحت آپس میں ایک ہونے کا فیصلہ جب ایک مرد اور عورت کر لیتے ہیں تو حتی المقدور یہ کوشش کرنی چاہئے کہ ایک دوسرے کو برداشت بھی کرنا ہے اور ایک دوسرے کے عیب بھی چھپانے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر نہ مردوں کو بھڑکنا چاہئے اور نہ ہی عورتوں کو۔ بلکہ ایسے تعلقات ایک احمدی جوڑے میں ہونے چاہئیں جو اس جوڑے کی خوبصورتی کو دوچند کرنے والے ہوں۔ ایسی زینت ہر احمدی جوڑے میں نظر آئے کہ دوسروں کے لئے ایک نمونہ بن جائیں۔

بعض دفعہ جو لڑکیوں کی طرف سے یا لڑکوں کی طرف سے ایسے سوال اٹھ رہے ہوتے ہیں کہ ہمارے دل نہیں ملے۔ اگر تحقیق کی جائے تو صاف نظر آ رہا ہوتا ہے کہ دونوں نے ایک دوسرے کے تعلق کو سنجیدگی سے سمجھا ہی نہیں۔ اُس مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی جس کے تحت اللہ تعالیٰ نے شادی کرنے کا حکم دیا ہے۔ بعض دفعہ تو لگتا ہے کہ شادی صرف ایک کھیل کے لئے کی گئی تھی۔ برداشت بالکل نہیں ہوتی۔ ذرا ذرا سی بات پر رائی کا پہاڑ بن رہا ہوتا ہے اور عجیب تکلیف دہ صورتحال سامنے آتی ہے۔ پس بجائے ضدّوں اور اناؤں کے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کو اگر سامنے رکھیں تو کبھی مسائل کھڑے نہیں ہو سکتے۔ اگر یہ عہد کریں کہ ہر حال میں ہم خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ایک دوسرے کے لئے تسکین کا باعث بنتے رہیں گے تو کبھی خرابیاں پیدا نہ ہوں۔

جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا ہے کہ یہ سب پردے اس وقت چاک ہوتے ہیں جب جوش اور غیظ و غضب میں انسان بڑھ جاتا ہے۔ اس لئے اسے دبانے کی ضرورت ہے۔ غصّہ کو دبانا وہ عمل ہے جو خدا تعالیٰ نے پسند فرمایا ہے اور اسے نہ کرنے کا حکم دیا ہے۔

پس ہر احمدی جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کر کے یہ عہد باندھا ہے کہ مَیں اپنی حالت میں پاک تبدیلی پیدا کروں گا، اپنے گھریلو تعلقات میں بہتری پیدا کرنے کی کوشش کروں گا تو اُس کو اس عہد کو پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

مجھے جب ایسے جھگڑوں کا پتہ لگتا ہے اور چھوٹی چھوٹی رنجشوں کے اظہار کر کے گھروں کے ٹوٹنے کی باتیں ہو رہی ہوتی ہیں۔ تو ہمیشہ ایک بچی کا واقعہ یاد آ جاتا ہے۔ جس نے ایک جوڑے کو بڑا اچھا سبق دیا تھا۔ اُس کے سامنے ایک جوڑ الڑائی کرنے لگا یا بحث کرنے لگے یا غصّہ میں اونچی بولنے لگے تو وہ بچی حیرت سے ان کو دیکھتی چلی جا رہی تھی۔ خیر اُن کو احساس ہوا، انہوں نے اس سے پوچھا کہ تمہارے امّاں ابّا کبھی نہیں لڑے؟ ان کو غصہ کبھی نہیں آتا؟ اس نے کہا ہاں ان کو غصّہ تو آتا ہے لیکن جب امی کو غصّہ آتا ہے تو ابّا خاموش ہو جاتے ہیں اور جب میرے باپ کو غصّہ آتا ہے تو میری ماں خاموش ہو جاتی ہے۔

تو یہ برداشت جو ہے اسے پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ بعض دفعہ تو ان چھوٹی چھوٹی باتوں سے ابتداء میں ہی گھر ٹوٹنے شروع ہو جاتے ہیں۔ چند دن شادی کو ہوئے ہوتے ہیں اور فیصلہ یہ ہوتا ہے کہ ہمارے دل نہیں مل سکتے۔ حالانکہ رشتے کئی کئی سال قائم ہوتے ہیں اس کے بعد شادی ہوئی ہوتی ہے۔ اور پھر اصل بات یہ ہے کہ یہ جب ایک دوسرے کے راز نہیں رکھتے، باتیں جب باہر نکالی جاتی ہیں تو باہر کے لوگ بھی جو ہیں مشورہ دینے والے بھی جو ہیں وہ اپنے مزے لینے کے لئے یا ان کو عادتاً غلط مشورے دینے کی عادت ہوتی ہے وہ پھر ایسے مشورے دیتے ہیں کہ جن سے گھر ٹوٹ رہے ہوتے ہیں۔ اس لئے مشورہ بھی ایک امانت ہے۔ جب ایسے لوگ، ایسے جوڑے، مرد ہوں یا عورت، لڑکا ہو یا لڑکی، کسی کے پاس آئیں تو ایک احمدی کا فرض ہے کہ ان کو ایسے مشورے دیں جن سے ان کے گھر جڑیں، نہ کہ ٹوٹیں۔

پس مرد اور عورت کو پھر مَیں یہ کہتا ہوں کہ پردہ پوشی بھی اس وقت ہوتی ہے جب غصّہ پر قابو ہو اور یہ اس وقت ہوگا جب خدا تعالیٰ کا خوف ہوگا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ لباسِ تقویٰ کی طرف بھی توجہ دلائی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سورۃ اعراف میں کہ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا۔ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ۔ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ (سورۃ الاعراف 27) کہ اے بنی آدم یقیناً ہم نے تم پر لباس اتارا ہے جو تمہاری کمزوریوں کو ڈھانپتا ہے اور زینت کے طور پر ہے اور رہا تقویٰ کا لباس تو وہ سب سے بہتر ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی آیات میں سے کچھ ہیں تا کہ وہ نصیحت پکڑیں۔

یہاں پھر اس بات کا ذکر ہے جو مَیں پہلے بھی کر چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں لباس دیا ہے۔ تمہارا ننگ ڈھانپنے کے لئے اور تمہاری خوبصورتی کے سامان کے لئے۔ یہ تو ظاہری سامان ہے جو ایک تو اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر فرمایا۔ انسان کو دوسری مخلوق سے ممتاز کرنے کے لئے ایک لباس دیا ہے جس سے اس کی زینت بھی ظاہر ہو اور اس کا ننگ بھی ڈھانپے۔ لیکن ساتھ ہی فرمایا کہ اصل لباس، لباسِ تقویٰ ہے۔

یہاں مَیں ایک اور بات کی بھی وضاحت کر دوں کہ ایک مومن کے اور ایک غیر مومن کے لباس کی زینت کا معیار مختلف ہوتا ہے اور کسی بھی شریف آدمی کے لباس کا، جو زینت کا معیار ہے وہ مختلف ہے۔ آج کل مغرب میں اور مشرق میں بھی فیشن ایبل (Fashionable) اور دنیادار طبقے میں لباس کی زینت اُس کو سمجھا جاتا ہے بلکہ مغرب میں تو ہر طبقہ میں سمجھا جاتا ہے جس میں لباس میں سے ننگ ظاہر ہو رہا ہو اور جسم کی نمائش ہو رہی ہو۔ مرد کے لئے تو کہتے ہیں کہ ڈھکا ہوا لباس زینت ہے۔ لیکن مرد ہی یہ بھی خواہش رکھ رہے ہوتے ہیں کہ عورت کا لباس ڈھکا ہوا نہ ہو۔ اور عورت جو ہے، اکثر جگہ عورت بھی یہی چاہتی ہے۔ وہ عورت جسے اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں ہوتا، اس کے پاس لباس تقویٰ نہیں ہے۔ اور ایسے مرد بھی یہی چاہتے ہیں۔ ایک طبقہ جو ہے مردوں کا وہ یہ چاہتا ہے کہ عورت جدید لباس سے آراستہ ہو بلکہ اپنی بیویوں کے لئے بھی وہی پسند کرتے ہیں تا کہ سوسائٹی میں ان کو اعلیٰ اور فیشن ایبل سمجھا جائے۔ چاہے اس لباس سے ننگ

**THOMPSON & CO SOLICITORS**
**New Office in Morden**

**Consult us for your legal requirements**
**such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .**

**Contact: Anas A.Khan, John Thompson , Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) & David Wilson.**

**Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005**
**Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040**
**Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697**
***Mobile*: 07702896350 -- *24hrs Crime Line: 07533667921***

ڈھک رہا ہو یا نہ ڈھک رہا ہو۔ لیکن ایک مومن اور وہ جسے اللہ تعالیٰ کا خوف ہے۔ چاہے مرد ہو یا عورت وہ یہی چاہیں گے کہ خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے وہ لباس پہنیں جو خدا کی رضا کے حصول کا ذریعہ بھی بنے اور وہ لباس اس وقت ہو گا جب تقویٰ کے لباس کی تلاش ہو گی۔ جب ایک خاص احتیاط کے ساتھ اپنے ظاہری لباسوں کا بھی خیال رکھا جا رہا ہو گا اور جب تقویٰ کے ساتھ میاں بیوی کا جو ایک دوسرے کا لباس ہیں اس کا بھی خیال رکھا جائے گا اور اسی طرح معاشرے میں ایک دوسرے کی عیب پوشی کرنے کے لئے آپس کے تعلقات میں بھی کسی اونچ نیچ کی صورت میں تقویٰ کو مدنظر رکھا جائے گا۔ اسی طرح معاشرے میں رہنے والے کی زندگی میں، ایک دوسرے کے تعلقات میں کئی نشیب و فراز آتے ہیں۔ رنجشیں بھی ہوتی ہیں، دوستیاں بھی ہوتی ہیں لیکن ایک مومن رنجشوں کی صورت میں اچھے وقتوں کی دوستیوں کے دور کی باتوں کو جو دوسرے دوست کی راز کی صورت میں معلوم ہوں دنیا کے سامنے بتاتا نہیں پھرتا۔ اور نہ ہی میاں بیوی، جن کے دلوں میں تقویٰ ہو ایک دوسرے کے راز کو بتاتے پھرتے ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہمیشہ پردہ پوشی کرتا ہے۔ پس یہ تقویٰ کا لباس ہے جو ظاہری لباس کے معیار بھی قائم کرتا ہے اور ایک دوسرے کی پردہ پوشی کے معیار بھی قائم کرتا ہے اور اس کا حصول اللہ تعالیٰ کی طرف جھکے بغیر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ شیطان ہر وقت تاک میں ہوتا ہے کہ کس طرح موقع ملے اور میں بندوں سے اس تقویٰ کے لباس کو اتار دوں۔

اللہ تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے بلکہ جو مَیں نے آیت پڑھی اس کی اگلی آیت میں کہ یَا بَنِیْ آدَمَ لَا یَفْتِنَنَّکُمُ الشَّیْطَانُ کَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَیْکُمْ مِنَ الْجَنَّۃِ یَنْزِعُ عَنْھُمَا لِبَاسَھُمَا لِیُرِیَھُمَا سَوْاٰتِھِمَا۔ اِنَّہٗ یَرَاکُمْ ھُوَ وَقَبِیْلُہٗ مِنْ حَیْثُ لَا تَرَوْنَھُمْ۔ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَآءَ لِلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ (الاعراف:28) کہ اے بنی آدم! شیطان ہرگز تمہیں فتنہ میں نہ ڈالے جیسے اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکلوا دیا تھا۔ اس نے ان سے اُن کے لباس چھین لئے تھے تا کہ اُن کی برائیاں ان کو دکھائے یقیناً وہ اور اس کے غول تمہیں دیکھ رہے ہیں۔ جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔ یقیناً ہم نے شیطانوں کو ان لوگوں کا دوست بنا دیا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔

پس جو ظاہری لباس کے ننگ کی مَیں نے بات کی ہے۔ ایک مومن کبھی ایسا لباس نہیں پہن سکتا جو خود زینت بننے کی بجائے جسم کی نمائش کر رہا ہو۔ یہاں بھی اور پاکستان میں بھی بعض رپورٹس آتی ہیں کہ دنیا کی دیکھا دیکھی بعض احمدی بچیاں بھی نہ صرف پردہ اتارتی ہیں بلکہ لباس بھی نامناسب ہوتے ہیں اور یہ حرکت صرف وہی کر سکتا ہے جو تقویٰ کے لباس سے عاری ہو۔

پس ہر احمدی عورت اور مرد سے مَیں یہ کہتا ہوں کہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے بہترین لباس وہ ہے جو تقویٰ کا لباس ہے۔ اُسے پہننے کی کوشش کریں تا کہ اللہ تعالیٰ کی ستّاری ہمیشہ ہمیش ڈھانکے رکھے اور شیطان جو پردے اتارنے کی کوشش کر رہا ہے جو انسان کو ننگا کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو مومن نہیں ہے شیطان ان کا دوست ہے۔ اگر تو ایمان ہے اور زمانہ کے امام کو بھی ماننا ہے تو پھر ہمیں ایک خاص کوشش سے شیطان سے بچنے کی کوشش کرنی ہو گی اور اپنے آپ کو ہمیشہ اس لباس سے ڈھانکنا ہو گا جو تقویٰ کا لباس ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کے بعد ہم پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم اپنی حالتوں کے بدلنے کی ہر ممکن کوشش کریں اور زمانے کے بہاؤ میں بہنے والے نہ بنیں۔ بلکہ ہر روز ہمارا تعلق خدا تعالیٰ سے مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جائے اور ہمیشہ لباس تقویٰ کی حقیقت کو ہم سمجھنے والے ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

"ممکن ہے گزشتہ زندگی میں وہ کوئی صغائر یا کبائر رکھتا ہو۔ (یعنی کوئی بھی انسان چھوٹے بڑے گناہ کرتا ہو) لیکن جب اللہ تعالیٰ سے اس کا سچا تعلق ہو جاوے تو وہ کُل خطائیں بخش دیتا ہے اور پھر اس کو کبھی شرمندہ نہیں کرتا۔ نہ اس دنیا میں اور نہ آخرت میں۔ یہ کس قدر احسان اللہ تعالیٰ کا ہے کہ جب وہ ایک دفعہ درگزر کرتا اور عفو فرماتا ہے پھر اس کا کبھی ذکر ہی نہیں کرتا۔ اس کی پردہ پوشی فرماتا ہے۔ پھر باوجود ایسے احسانوں اور فضلوں کے بھی اگر وہ منافقانہ زندگی بسر کرے تو پھر سخت بدقسمتی اور شامت ہے"۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 596۔جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے۔ اگر انسان برائیوں اور بدیوں پر دلیری اختیار نہ کرے اور اُن سے بچنے کی کوشش کرتا رہے اور لباسِ تقویٰ کی تلاش میں رہے تو اللہ تعالیٰ اپنی ستّاری کی چادر میں ایسا لپیٹتا ہے کہ گناہوں کی یادیں اور نام و نشان مٹ جاتے ہیں اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اس کو کبھی شرمندہ نہیں کرتا نہ اس دنیا میں نہ آخرت میں۔ اور جب اللہ تعالیٰ کسی سے راضی ہوتا ہے تو شرمندہ ہونے کا سوال کیا ہے اپنے بے انتہا انعامات سے نوازتا ہے۔

اس بارے میں خدا تعالیٰ سورۃ نساء میں فرماتا ہے کہ اِنْ تَجْتَنِبُوْا کَبَآئِرَ مَا تُنْھَوْنَ عَنْہُ نُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَنُدْخِلْکُمْ مُّدْخَلاً کَرِیْماً (النساء :32) اگر تم ان بڑے گناہوں سے بچتے رہو جن سے تمہیں روکا گیا ہے تو ہم تم سے تمہاری بدیاں دُور کر دیں گے اور تمہیں ایک بڑی عزت کے مقام میں داخل کریں گے۔

اب یہاں فرمایا کہ بڑے گناہوں سے بچتے رہو تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بڑے گناہوں کی تلاش کی جائے، یا یہ دیکھا جائے کہ کون کون سے بڑے گناہ ہیں جن سے بچنا ہے۔ ایک حقیقی مومن وہ ہے جو ہر قسم کے گناہوں سے بچتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ستّاری تو ہر قسم کے گناہوں کے لئے ہے۔ اس لئے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ بڑے گناہوں سے بچا جائے اور چھوٹے چھوٹے گناہ اگر کر بھی لئے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا کہ بڑے گناہوں سے بچو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر قسم کے گناہوں سے بچو کیونکہ قرآن کریم میں بڑے گناہوں اور چھوٹے گناہوں کی کوئی فہرست نہیں ہے، کوئی تخصیص نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہر وہ چیز جس کے نہ کرنے کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور سختی سے پابند کیا ہے کہ ایک مومن نہ کرے، اس کو کرنا گناہ ہے۔ پس ہر وہ غلط کام جس کے نہ کرنے کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے اس کو چھوڑنے میں اگر کسی کو کوئی دقت پیش آ رہی ہے چاہے وہ چھوٹی سی بات ہے یا بڑی بات ہے تو وہ اس شخص کے لئے بڑا گناہ ہے۔ پس جب ایک مشکل چیز کو کر لو گے، اس پر قابو پا لو گے تو ایسی برائیاں جن کو چھوڑنا نسبتاً آسان ہے وہ بھی خود بخود چھٹ جائیں گی۔

بعض مفسرین نے یہ بھی کہا ہے کہ کسی بھی گناہ کی انتہا جو ہے وہ کبیرہ میں شمار ہوتی ہے۔ پس اگر اس انتہاء پر پہنچنے سے پہلے اپنی اصلاح کی طرف مائل ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ نے جو اَب تک پردہ پوشی فرمائی ہے وہ پردہ پوشی فرمائے گا۔ اس کی شکر گزاری کرتے ہوئے نیکیوں کی طرف توجہ کر لو تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر ہے۔ پھر وہ برائیاں ظاہر نہیں ہوں گی اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے پھر جو صغائر یا کبائر ہیں ان کا ذکر بھی نہیں فرماتا۔

ایک دوسری جگہ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں کبائر کو بعض دوسرے گناہوں سے ملا کر یہ بھی کھول دیا کہ ہر گناہ جو ہے وہ کبیرہ بن سکتا ہے جیسا کہ سورۃ شوریٰ میں فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَاغَضِبُوْا ھُمْ یَغْفِرُوْنَ (الشوریٰ :38) اور جو بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے اجتناب کرتے ہیں اور جب وہ غضبناک ہوں تو بخشش سے کام لیتے ہیں۔ یعنی مومنوں کی یہ نشانی بتائی گئی ہے۔ تو یہاں مومنوں کے ذکر میں فرمایا کہ وہ بڑے گناہوں سے بچتے ہیں، بے حیائی کی باتوں سے بچتے ہیں۔ اب یہاں دونوں چیزیں اکٹھی ہیں۔ اور غصے سے بچتے ہیں، بلکہ تینوں چیزیں اکٹھی ہیں۔

یہاں ایک بات غور کرنے والی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے۔ حیا بھی ایمان کا حصہ ہے۔ ان لوگوں کے لئے بڑے غور اور فکر کا مقام ہے جو فیشن اور دنیاری کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور اپنے لباسوں کو اتنا بے حیا کر لیا ہے کہ ننگ نظر آتا ہے اور حیا کو بالکل چھوڑ دیتے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ تو ستّاری اور بخشش کرنا چاہتا ہے اور جیسا کہ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اقتباس پڑھا، وہ تو بندے کی طرف دوڑ کر آتا ہے اگر بندہ اس کی طرف جائے۔ لیکن بندہ اس سے پھر بھی فائدہ نہ اٹھائے تو کتنی بدقسمتی ہے۔

پھر اس آیت میں جیسا کہ مَیں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں، غضبناک ہونے اور غصے اور طیش میں آنے کو بھی اللہ تعالیٰ نے بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں کے ساتھ جوڑا ہے۔ کیونکہ غضبناک ہونا بھی ایمان کو کمزور کرتا ہے اور بہت سے گناہ غصّہ کی پیداوار ہیں۔ معاشرے کا امن و سکون غصّہ کی وجہ سے برباد ہوتا ہے۔ انسان اگر سوچے کہ انسان کتنے گناہ اور زیادتیاں اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے خلاف عمل کر کے کر جاتا ہے اور ان کا خیال بھی نہیں آتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ پھر بھی انسان کی پردہ پوشی فرماتا رہتا ہے۔ باوجود سزا دینے کی طاقت کے، ذُوْانْتِقَام ہونے کے معاف کر دیتا ہے لیکن بندہ ذرا ذرا سی بات پر غیظ و غضب سے بھر کر فساد کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ پس حقیقی مومن بننے کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنے غصّہ کو بھی قابو میں رکھو کیونکہ اسی سے پھر پردہ پوشی بھی ہو گی۔ غصّہ کی حالت میں بہت ساری ایسی باتیں نکلتی ہیں جو دوسرے کی


**Earlsfield Properties**

*We will manage your property at 0% commission*

*Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years*

*Free management Service*

*Guaranteed vacant possession*

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

پردہ دری کر رہی ہوتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''ہماری جماعت کو سرسبزی نہیں آئے گی جب تک وہ آپس میں سچی ہمدردی نہ کریں۔ جس کو پوری طاقت دی گئی ہے وہ کمزور سے محبت کرے۔ مَیں جو یہ سنتا ہوں کہ کوئی اگر کسی کی لغزش دیکھتا ہے تو وہ اس سے اخلاق سے پیش نہیں آتا بلکہ نفرت اور کراہت سے پیش آتا ہے۔ حالانکہ چاہئے تو یہ کہ اُس کے لئے دعا کرے، محبت کرے اور اسے نرمی اور اخلاق سے سمجھائے۔ مگر بجائے اس کے کینہ میں زیادہ ہوتا ہے۔ اگر عفو نہ کیا جائے، ہمدردی نہ کی جاوے اس طرح پر بگڑتے بگڑتے انجام بد ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کو یہ منظور نہیں۔ جماعت تب بنتی ہے کہ بعض بعض کی ہمدردی کرے، پردہ پوشی کی جاوے۔ جب یہ حالت پیدا ہو تب ایک وجود ہو کر ایک دوسرے کے جوارح ہو جاتے ہیں اور اپنے تئیں حقیقی بھائی سے بڑھ کر سمجھتے ہیں''۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 264-265 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

اس طرح ایک دوسرے کے اعضاء بن جانا چاہئے۔

پس ہم جو اس زمانہ میں آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق کی جماعت میں شامل ہیں۔ ہم جنہوں نے آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق اس زمانہ کے منادی کو بھی قبول کیا ہے۔ ہم جو یہ اعلان کرتے ہیں کہ اس غلام صادق اور امام الزمان کو مانے بغیر اب ایمان کے اعلیٰ معیار حاصل نہیں ہو سکتے۔ ہم جو یہ اعلان کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی رضا اسی میں ہے کہ اِس مسیح و مہدی پر ایمان لایا جائے۔ ہم جو یہ اعلان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی تعلیم کو اب مسیح محمدی کے ذریعہ سے دنیا میں رائج ہونا ہے تو پھر ہمیں اپنی عبادتوں پر بھی نظر رکھنی ہوگی، اپنے اعمال پر بھی نظر رکھنی ہوگی، ان تمام گناہوں پر بھی نظر رکھنی ہوگی جن کی اللہ تعالیٰ نے نشاندہی فرمائی ہے۔ اپنی حیاؤں کے معیار بھی بلند کرنے ہوں گے۔ اپنے غیظ و غضب کو بھی گھٹانا ہوگا تاکہ جہاں اللہ تعالیٰ کی ستّاری سے حصہ لینے والے بنیں وہاں دنیا کے لئے بھی ایک نمونہ بن جائیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس قرآنی دعا کا وارث بنائے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رَبَّنَا فَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَ كَفِّرْعَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَار (آل عمران:194) کہ اے ہمارے ربّ ہمارے گناہ بخش اور ہم سے برائیاں دور کر دے۔ ہماری ساری برائیوں کو اس طرح ڈھانپ دے جیسا ہم نے کبھی کی ہی نہیں تھیں۔ وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارَ اور ہمیں نیکوں کے ساتھ موت دے۔ ہمیں ان میں شمار کر جن پر تیرے پیار کی نظر پڑتی ہے اور ہم تیرا پیار حاصل کرنے والے بنیں اور ہم ہمیشہ تیری ستّاری سے حصہ پاتے چلے جانے والے ہوں۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔

# TWO VACANCIES

### Ministers of Religion: Ahmadiyya Muslim Community

**1.Indonesian Speaker 2. Russian Speaker**

We are a UK registered charity engaged in religious community activities and also sponsor a number of charitable works. In pursuance of our objectives we also run TV channels for viewers based in Europe, American continents, Asia, Far East and Africa.

**ABOUT THE ROLE:** We are inviting applications for the above two posts of Minister of Religion. The successful applicants will initially be based in Tilford Surrey and receive work from the UK Head Office in London SW18 although the successful candidate may be posted at any one of the 26 mission centres in the UK. These are permanent positions to help meet the community's growing spiritual and religious needs. We are looking for someone who has a reasonable command in conversational (a) Indonesian or (b) Russian languages while being fully familiar with both Urdu and Arabic languages.

**JOB DESCRIPTION:** You would be required to do some or all of the following: lead congregational prayers and encourage attendance at obligatory prayers; deliver sermons on Fridays and other gatherings; preach and propagate to members of the public the teachings of the founder of the Ahmadiyya Muslim community; defend the teachings against opponents and non-believers; translate literature and correspondence in or from either Indonesian or Russian; carry out research on inter-community matters; liaise with members of the community and resolve their social problems; introduce programmes; host talk shows, current affairs or educational programmes; read news, sports or weather reports; report on issues and events; attend production and community management meetings; attend promotional events, conferences and social functions; liaise with the Production Manager to identify the needs of the targeted audience in South East Asia or Russia; working with the Channel Head and the wider team, contribute creatively to long-term strategy to ensure maximum audience appeal and attain set targets.

**EXPERIENCE REQUIRED:**

You must have a wide range of knowledge in the Holy Quran, Ahadith (Traditions of the Prophet of Islam) and Islamic topics and preferably be familiar with the writings of Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad - Founder of the Ahmadiyya Muslim community and of his claims gained through an intensive course of private or college study of not less than four years full-time. Your interpretation skills in Urdu and Arabic languages with some understanding of either Indonesian or Russian and English languages will be required. You must have served as a Minister of Religion for not less than two years. You will preferably have some previous broadcasting experience, although not essential, and a strong understanding of our targeted audiences particularly in the East and the ability to read and predict local trends. You are required to have good record of past performance as a Minister of Religion and if possible of interviewing, listening and spoken communication skills. You should be able to follow instructions and memorise facts and also have good planning and organisational ability. You need to have a confident and relaxed manner in dealing with members of the public. We expect you to be able to work under pressure. You should also be a good listener, adaptable, competitive and culturally sensitive. You should have clear speech and an expressive voice.

**QUALIFICATIONS REQUIRED:** **You are expected to have either:**

- a Shahid degree or equivalent gained from attending a Jamia Ahmadiyya college; or
- a UK degree level or equivalent qualification in Islamic religious studies or professional qualification; or a relevant HND level qualification; or
- an HND level qualification that is not relevant, plus two years' relevant work experience; or
- at least three years relevant experience at NVQ level 3 or above.

**PACKAGE:** The stipend/customary offerings package include the following:

- £2520/- per annum; Normally a minimum of 35 hours a week;
- Rent free accommodation with all utilities (rates, gas, electricity) paid;
- All travel expenses borne by the employer;
- 28 paid holidays per annum; Private Medical Insurance Cover.

**Closing Date: 02 May 2009**

**Please apply to:**

**Mansoor.Shah@ahmadiyyauk.org OR write to:**

**The National President, Ahmadiyya Muslim Association UK,**

**16 Gressenhall Road London SW18 5QL**

## پہلا انٹرنیشنل مسرور کرکٹ ٹورنامنٹ

مجلس صحت یوکے کے زیر اہتمام پہلا انٹرنیشنل مسرور کرکٹ ٹورنامنٹ

**مورخہ 23، 24، 25 مئی 2009ء کو**

**Abbey Recreation Ground,**

**London Road, South Wimbeldon**

میں منعقد ہو رہا ہے، انشاء اللہ۔ جس میں UK کے علاوہ کینیڈا، امریکہ اور یورپ کی بعض ٹیموں کی شرکت متوقع ہے۔

یوکے سے جو کھلاڑی حصہ لینا چاہیں وہ صدر مجلس صحت یا صدر کرکٹ ایسوسی ایشن یوکے سے بتوسط دفتر امیر صاحب یوکے، فون 020 8874 5838 پر رابطہ فرمائیں۔

(صدر مجلس صحت۔ UK)

# انگریز حکام کی ثناخوانی مشائخینِ اسلام کی زبانی

(ملک منیر احمد مجوکہ۔ لندن)

پاکستان کے نوجوان صحافی جناب وکیل انجم صاحب کی ایک کتاب ''سیاست کے فرعون'' ملک کے ایک مشہور ومعروف اشاعتی ادارے ''فیروز سنز'' کے ذریعے منظر عام پر آئی ہے۔ اس کتاب میں وکیل انجم صاحب نے ''ربوہ کے مرزائی'' کے عنوان سے بھی ایک مضمون لکھا ہے۔ اس مضمون میں جس طرح دیانتداری کا خون کیا گیا ہے اور حقائق کو مسخ کرنے کی پوری پوری کوشش کی گئی ہے، اس کے متعلق توسرِ دست اِس مختصر مضمون میں تبصرہ کرنے کا موقع نہیں بلکہ اِس وقت ہمارا روئے سخن صرف اُس تاریخی ''دعانامہ بطور ایڈریس'' کی طرف ہے جس کی فوٹو کاپی اِس کتاب میں شائع کر کے جناب وکیل انجم صاحب رقم طراز ہیں کہ:۔

''یہ دعانامہ بطور ایڈریس پنجاب کے علماء، مشائخین اور بڑے بڑے اولیاء کرام کے سجادہ نشینوں نے 1919ء میں اپنے دستخطوں سے پنجاب کے لیفٹیننٹ گورنر سر مائیکل اوڈوائر کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ برطانوی سامراج کا نمائندہ یہ گورنر وہی ذات شریف ہیں جن کے حکم سے بیساکھی کے موقع پر جلیانوالہ باغ امرتسر میں جنرل ڈائر نے ہنستے عوام کو بلا اشتعال گولیوں کا نشانہ بنایا اور جب پنجاب کے عوام نے اس ظلم و بربریت کے خلاف آواز بلند کی تو سر مائیکل اوڈوائر نے امرتسر، لاہور اور گوجرانوالہ وغیرہ میں مارشل لاء نافذ کر دیا اور اس کی آڑ میں پنجاب کے عوام پر جو مظالم توڑے گئے اُن پر نہ صرف پورا برصغیر سراپا احتجاج بن گیا بلکہ اس ظلم وتعدی کی بازگشت برطانیہ کی پارلیمنٹ کے ایوانوں تک سنی گئی۔''

(سیاست کے فرعون۔صفحہ 27از وکیل انجم)

نہایت درجہ عاجزی اور فروتنی سے بھرپور، کمال درجہ ستایش گری اور شکر گزاری کے الفاظ پر مشتمل اِس تاریخی ''دعانامہ'' کو جناب وکیل انجم صاحب نے صاف الفاظ میں اپنی کتاب کے صفحہ 23 تا 27 پر بھی درج فرمایا ہے۔ لیکن وہاں اس دعانامہ بطور ایڈریس کے تحریر ہونے میں دو سقم باقی رہ گئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ عبارت کے بوسیدہ ہونے کی بناء پر بعض الفاظ صحیح طور پر نہ پڑھے جاسکنے کی وجہ سے درست تحریر نہیں کئے جاسکے بلکہ سرے سے چار فقرے تو مکمل طور پر درج ہونے سے سہواًرہ بھی گئے ہیں۔

لیکن دوسری بات جس کی طرف فی الحال ہم اپنے قارئین کرام کی توجہ خاص طور پر مبذول کرانا چاہتے ہیں جو نہایت ہی اہم ہے اور ہماری نظر میں کھٹکتی ہے وہ یہ ہے کہ جناب وکیل انجم صاحب نے، اس ''دعانامہ بطور ایڈریس'' کو گورنر صاحب بہادر پنجاب کی خدمتِ عالی میں بنفس نفیس حاضر ہو کر پیش کرنے والے، حکومتِ وقت کے اُن حد درجہ ثناخوان ''خاکسارانِ باوفا'' جانثار، ''متقی اور پرہیزگار'' نامور علمائے دینِ متین اور ''مایہ ناز'' سجادہ نشینوں کے اسمائے گرامی درج کرنے سے نہ جانے کیوں احتراز فرمایا ہے؟ حالانکہ انگریز حکام کی بھرپور مدح خوانی کرنے والے ان متبحر اور جید علمائے کرام اور ثناخوانی کرنے والے ان مشہور ومعروف سجادہ نشینوں کے اسمائے گرامی کا اندراج تو اس جگہ پر نہایت ہی ضروری امر تھا، بلکہ کمال جرأت و بے باکی اور دیانتداری کے ساتھ بغیر خوف لومۃ لائم اپنے فرضِ منصبی کو نہایت ہی احسن رنگ میں کما حقہ ادا کرنے کا حقیقی تقاضا بھی یہی تھا۔

اب یہ تو جناب وکیل انجم صاحب جیسے فاضل ہی اس لاینحل مسئلے کی بہتر طور پر عقدہ کشائی فرماسکتے ہیں کہ ''سرکار برطانیہ کے بے شمار احسانات'' کے بوجھ تلے دبے ہوئے اور برطانیہ جیسی ''بابرکت و باحشمت سلطنت'' کے ان وفادار اور جانثار ثناخواں بزرگوں کے اسمائے گرامی درج نہ کرنے میں آخر کون سی مصلحت پوشیدہ تھی؟ ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ حکومت وقت کے ان احسان مند، سپاس گزار، ستایش گر اور حد درجہ منکسر المزاج علمائے کرام اور ''خادم الفقراء سجادہ نشینان'' کے اسمائے گرامی اگرچہ نہایت ہی باریک الفاظ میں لکھے ہوئے ہیں لیکن بایں ہمہ کوشش کرنے سے بعض نام پڑھے جاسکتے ہیں۔ اور حسنِ اتفاق سے مشہور ومعروف پیر جناب ''سید مہر علی شاہ صاحب از گولڑہ شریف'' اور ان کے استاد اور مرشد کامل جناب ''سید غلام محی الدین صاحب'' کے اسمائے گرامی تو اتنے واضح طور پر لکھے ہوئے موجود ہیں کہ بغیر کسی قسم کے اشتباہ کے نہایت ہی آسانی کے ساتھ پڑھے جاسکتے ہیں۔

ہم نے اپنے فہمیدہ قارئین کرام کی سہولت کے لئے اس انتہائی عاجزانہ ''دعانامہ بطور ایڈریس'' کی بالکل بوسیدہ عبارت کو نہایت ہی صاف الفاظ میں تحریر کرنے کی پوری پوری کوشش کی ہے لیکن انتہائی کوشش کے باوجود بھی اگر کوئی لفظ ہماری بشری کمزوری کے تحت صحیح طور پر نہ لکھا جاسکا ہو یا درج ہونے سے رہ گیا ہو تو اس کیلئے ہم معذرت خواہ ہیں۔

بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اگر انگریز حکام کی مذہبی آزادی اور عدل وانصاف کی تعریف فرمائی ہے تو یہ لوگ عرصہ سو سال سے ہر وقت اس بات کو چھلنی میں ڈال کر چھاج میں اُڑاتے رہتے ہیں۔ اور اپنے گریبان میں جھانکے بغیر دن رات اپنی نام نہاد پاک دامنی کی تشہیر کرتے ہوئے تھکتے نہیں ہیں۔

ہماری عاجزانہ گزارش یہ ہے کہ ''چھاج بولے سو بولے، چھلنی بھی بولے جس میں بہتّر سَو چھید۔'' جن لوگوں کے اپنے بڑے بڑے مشہور ومعروف ''خدا رسیدہ، متقی اور پارسا'' پیرانِ طریقت اور تقدس مآب سجادہ نشینوں کا یہ حال ہو کہ وہ غیر مسلم انگریز حاکم کے سامنے بنفسِ نفیس حاضرِ خدمت ہو کر دست بستہ اس قسم کا ''دعانامہ بطور ایڈریس'' باقاعدہ اپنے دستخطوں کے ساتھ پیش کرنے کے فرض سے سبکدوش ہونے کی سعادت حاصل کریں، کیا وہ بھی کسی پر انگلی اٹھانے کا حق رکھتے ہیں؟ اور یہ بات انہیں زیب دیتی ہے؟

ہم اپنے مخالفِ احمدیت ''کرم فرماؤں'' کی خدمت میں نہایت ادب کے ساتھ یہ عرض کر دینا چاہتے ہیں کہ براہِ مہربانی اگر وہ بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات والا صفات پر اور آپ کی قائم فرمودہ الٰہی جماعت پر انگشت نمائی اور زبانِ طعن دراز کرنے سے قبل اپنے ''پاکیزہ دامن'' میں بھی جھانکنے کا فریضہ ادا کرنے کی تھوڑی سی زحمت گوارا فرما لیا کریں تو کوئی حرج کی بات نہیں۔ اب ملاحظہ ہو وہ دعانامہ:

## ''دُعانامہ بطورِ ایڈریس

**بحضور جناب نواب ہز آنر سر مائیکل فرانسس اوڈوائر جی۔سی۔آئی۔ای۔کے۔سی۔ایس۔آئی۔ لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب۔**

حضورِ والا !

**ہم خادم الفقراء سجادہ نشینان و علماء مع متعلقین** شرفائے حاضر الوقت مغربی حصۂ پنجاب نہایت ادب اور عجز وانکسار سے یہ ایڈریس لے کر خدمتِ عالی میں حاضر ہوئے ہیں۔ اور ہمیں یقینِ کامل ہے کہ حضورِ انور جن کی ذاتِ عالی صفات میں قدرت نے دلجوئی، ذرہ نوازی اور انصاف پسندی کوٹ کوٹ کر بھر دی ہے، ہم خاکسارانِ باوفا کے اظہارِ دل کو توجہ سے سماعت فرما کر ہمارے کلاہِ فخر کو چار چاند لگادیں گے۔

سب سے پہلے ہم ایک دفعہ پھر حضورِ والا کو مبارکباد کہتے ہیں کہ جس عالمگیر اور خوفناک جنگ کا آغاز حضور کے عہد حکومت میں ہوا اس نے حضور ہی کے زمانے میں بخیر وخوبی انجام پایا۔ اور یہ بابرکت و باحشمت سلطنت جس پر پہلے بھی سورج کبھی غروب نہیں ہوا تھا اب آگے سے زیادہ مستحکم اور آگے سے زیادہ روشن اور اعلیٰ عظمت کے ساتھ جنگ سے فارغ ہوئی جیسا کہ شہنشاہ معظم نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا ہے۔ واقعی برطانوی تلوار اُس وقت نیام میں داخل ہوئی جب دنیا کی آزادی، امن وامان اور چھوٹی چھوٹی قوموں کی بہبودی مکمل طور پر حاصل ہو کر بالآخر سچائی کا بول بالا ہو گیا۔

حضور کا زمانہ ایک نہایت نازک زمانہ تھا اور پنجاب کی خوش قسمتی تھی کہ اس کی عنانِ حکومت اس زمانے میں حضور جیسے صاحبِ استقلال، بیدار مغز وعالی دماغ حاکم کے مضبوط ہاتھوں میں رہی جس سے نہ صرف اندرونی امن ہی قائم رہا بلکہ حضور کی دانشمندانہ رہنمائی میں پنجاب نے اپنے ایثار، وفاداری اور جانثاری کا وہ ثبوت دیا جس سے ''شمشیرِ سلطنت'' کا قابلِ فخر و عزت لقب پایا۔ پھر ان کا معراج صلیب احمر کی اعجاز نما دستگیری، قیامِ امن کی تدبیر، تعلیم کی ترقی، سب حضور ہی کی بدولت ہمیں حاصل ہوئیں۔ اور حضور ہی ہیں جنہوں نے ہر موقع و ہر وقت پنجاب کی خدمات وحقوق پر زور دیا۔ صرف جنابِ والا کو ہی ہماری بہبودی مطلوب نہ تھی بلکہ صلیب احمر (Red Cross) وتعلیمِ نسواں کے نیک کام میں حضور کی ہمدم و ہمراز جنابہ لیڈی اڈوائر صاحبہ نے جن کو ہم مروّت کی زندہ تصویر سمجھتے ہیں، ہمارا ہاتھ بٹایا اور ہندوستانی مستورات پر احسان کر کے ثوابِ دارین حاصل کیا۔ ہماری ادب سے التجا ہے کہ وہ ہمارا دلی شکریہ قبول فرماویں۔

حضورِ انور! جس وقت ہم اپنی آزادیوں کی طرف خیال کرتے ہیں جو ہمیں سلطنت برطانیہ کے طفیل حاصل ہوئیں، جب ہم اُن دُخانی جہازوں کو سطح سمندر پر اٹکھیلیاں کرتے دیکھتے ہیں جن کے طفیل ہمیں اِس مہیب جنگ میں امن وامان حاصل رہا، جب ہم تار برقی کے کرشموں پر، علیگڑھ و اسلامیہ کالج لاہور و پشاور جیسے اسلامی کالجوں اور دیگر قومی درسگاہوں پر نظر ڈالتے ہیں اور پھر جب ہم بے نظیر برطانوی انصاف کو دیکھتے ہیں جس کی حکومت میں شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پی رہے ہیں تو ہمیں ہر طرف احسان ہی احسان دکھائی دیتے ہیں۔

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد
کسے را با کسے کارے نباشد

باوجود فوجی قانون کے جو خود فتنہ پردازوں کی شرارت کا نتیجہ تھا، مسلمانوں کے مذہبی احساس کا ہر طرح سے لحاظ رکھا گیا۔

شب برات کے موقع پر اُن کو خاص رعایتیں دکھائیں۔ رمضان المبارک کے واسطے حالانکہ اہلِ اسلام کی درخواست یہ تھی کہ فوجی قانون ساڑھے گیارہ بجے شب سے دو بجے تک محدود کیا جاوے لیکن حکام سرکار نے یہ وقت بارہ بجے سے دو بجے کر دیا۔ مسجد شاہی جو فی الاصل قلعہ کے متعلق تھی اور جو ابتدائی عملداری سرکاری میں واگذار ہوئی تھی، اہالیانِ لاہور نے اِس مقدس جگہ کو ناجائز سیاسی امور کے واسطے استعمال کیا۔ جس پر متولیانِ مسجد نے جو خود مفسدہ پردازوں کو روک نہیں سکتے تھے سرکار سے امداد چاہی۔ یہی وجہ تھی کہ سرکار نے اس کا ایسا ناجائز استعمال بند کر دیا۔ ہم تہ دل سے مشکور ہیں کہ حضورِ والا نے پھر اس کو واگذار فرما دیا ہے۔ سرکار نے حج کے متعلق جو مہربانی کی ہے ہم ان سے ناآشنا نہیں اور مشکور ہیں۔

ہم سچ عرض کرتے ہیں کہ جو برکات ہمیں اس سلطنت کی بدولت حاصل ہوئیں اگر ہمیں عمرِ خضر بھی نصیب ہو تو بھی ہم اُن احسانات کا شکریہ ادا نہیں کر سکتے۔ ہندوستان کیلئے سلطنت برطانیہ ابرِ رحمت کی طرح نازل ہوئی۔ اور ہمارے ایک بزرگ نے جس نے پہلے زمانہ کی خانہ جنگیاں، خونریزیاں اور بدامنیاں اپنی آنکھوں سے دیکھی تھیں اس سلطنت کے ظہور کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا۔

ہوئیں بدنظمیاں سب دور، انگریزی عمل آیا
بجا آیا، بہ استحقاق آیا، برمحل آیا

ہم کو وہ احسان کبھی نہیں بھول سکتا جب ترکوں نے ہمارے مشورہ کے خلاف کوتاہ اندیشی سے ہمارے دشمنوں کی رفاقت اختیار کی تو ہمارے شہنشاہ نے از راہِ کرم ہم کو یقین دلایا کہ ہمارے مقدس مقامات کی حرمت میں سرِ مو فرق نہیں آئے گا۔ اِس الطافِ خسروانہ نے ہماری وفا میں نئی روح پھونک دی۔ ہَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَان (احسان کا بدلہ احسان کے سوائے نہیں) ہم ان احسانوں کو کبھی نہیں بھول سکتے۔ اب اس جنگ کے خاتمہ پر صلح کانفرنس میں سلطنت ٹرکی کی نسبت جلد فیصلہ ہو جانے والا ہے۔ ممکن ہے یہ فیصلہ مسلمانوں کی امیدوں کے برخلاف ہو لیکن ہم بخوبی جانتے ہیں کہ اس فیصلہ میں سرکار برطانیہ اکیلی مختار کار نہیں ہے، بلکہ بہت سی دوسری طاقتوں کا بھی اس میں ہاتھ ہے۔ شہنشاہ معظم کے وزراء جو کوششیں ٹرکی کے حق میں کرتے رہے ہیں ہم اس کے واسطے ان کے بہر حال مشکور ہیں۔ یہ مسلّمہ امر ہے کہ یہ جنگ مذہبی اغراض پر مبنی نہ تھی۔ یہ اور اپنے اپنے عمل کا اور اس کے نتائج کا ہر ایک خود ذمہ دار ہے۔

رموزِ مملکت خویش خسرواں دانند
گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

مگر ہمیں پوری توقع ہے کہ ہماری گورنمنٹ اس بات کا خیال رکھے گی کہ مقامات مقدسہ کا اندرونی نظم و نسق مسلمانوں کے ہی ہاتھوں میں رہے اور ہم حضور سے درخواست کرتے ہیں کہ جب حضور وطن کو تشریف لے جاویں تو اُس نامور تاجدار ہندوستان کو یقین دلائیں کہ چاہے کیسا ہی انقلاب کیوں نہ ہو ہماری وفاداری میں سرِ موفرق نہ آیا ہے اور نہ آسکتا ہے۔ اور ہمیں یقین ہے کہ ہم اور ہمارے پیَروان اور مُریدان فوجی وغیرہ جن پر سرکار برطانیہ کے بے شمار احسانات ہیں ہمیشہ سرکار کے حلقہ بگوش اور جانثار رہیں گے۔

ہمیں نہایت رنج و افسوس ہے کہ ناتجربہ کار و نوجوان امیر امان اللہ خان والئے کابل نے کسی غلط مشورہ سے عہد ناموں کے اور اپنے باپ دادا کے طرزِ عمل کی خلاف ورزی کرکے خداوند تعالیٰ کے صریح حکم وَاَوْفُوْا بِالْعَھْدِ۔ اِنَّ الْعَھْدَ کَانَ مَسْئُوْلًا (بنی اسرائیل:35) (یعنی وعدے کا ایفا کرو۔ ضرور وعدے کے متعلق پوچھا جائے گا) کی نافرمانی کی۔ ہم جنابِ والا کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم امیر افغانستان کے اس طرزِ عمل کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ہم اہالیانِ پنجاب احمد شاہ کے حملوں کو اور نادر شاہی قتل و غارت گری کو نہیں بھول سکتے۔ ہم اس غلط اعلان کی جس میں اُس نے سراسر خلاف واقعہ لکھا ہے کہ اِس سلطنت کی مذہبی آزادی میں خدانخواستہ کسی قسم کی رکاوٹ واقع ہوئی زور سے تردید کرتے ہیں۔ امیر امان اللہ خاں کا خاندان سرکار انگلشیہ ہی کی بدولت بنا اور اُس کی احسان فراموشی کفرانِ نعمت سے کم نہیں۔

ہم کو اُن کوتاہ اندیش دشمنان ملک پر بھی سخت افسوس ہے جن کی سازش سے تمام ملک میں بدامنی پھیل گئی۔ اور جنہوں نے اپنی حرکات ناشائستہ سے پنجاب کے نیک نام کو دھبا لگایا۔ مقابلہ آخر مقابلہ ہی ہے۔ اور کبھی خاموش نہیں رہ سکتا۔ اور یہ حضورِ والا ہی کا زبردست ہاتھ تھا جس نے اس بے چینی و بدامنی کا اپنی حسن تدبیر سے فی الفور قلع قمع کر دیا۔ ان بدبختوں سے ازراہ بدبختی فاش غلطیاں سرزد ہوئیں۔ لیکن حضور ابرِ رحمت ہیں اور ابرِ رحمت زرخیز اور شور زمین دونوں پر یکساں برستا ہے۔ ہم حضور کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم ان گمراہ لوگوں کی مجنونانہ و جاہلانہ حرکات کو نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے قرآن کریم میں یہی تلقین کی گئی ہے۔ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ (الاعراف:57) (یعنی دنیا میں فساد اور بدامنی مت پیدا کرو) اور اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ (القصص:78) (یعنی بے شک خدا فساد کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا)

حضورِ انور! اگرچہ آپ کی مفارقت کا ہمیں کمال رنج ہے۔

سرِ غم سے کھچے کیوں نہ سرِدار ہمارا
لو ہم سے چُھٹا جاتا ہے سردار ہمارا

لیکن ساتھ ہی ہماری خوش نصیبی ہے کہ حضور کے جانشین سر ایڈورڈ میکلیگن بالقابہم جن کے نام نامی سے پنجاب کا بچہ بچہ واقف ہے اور جن کا حسنِ اخلاق رعایا نوازی میں شہرہ آفاق ہے اور جو ہمارے لئے حضور کے پورے نعم البدل ہیں اُن کا ہم دلی خیر مقدم کرتے ہیں۔ اور ان کی خدمتِ والا میں یقین دلاتے ہیں کہ ہم بمثلِ سابق اپنی جوشِ عقیدت و وفاداری کا ثبوت دیتے رہیں گے۔ حضور اب وطن کو تشریف لے جانے والے ہیں۔ ہم دعا گویان جنابِ باری میں دعا کرتے ہیں کہ حضور بمعہ لیڈی صاحبہ و جمیع متعلقین مع الخیر اپنے پیارے وطن پہنچیں۔ تا دیر سلامت رہیں۔ اور وہاں جا کر ہم کو دل سے نہ اتار دیں۔ ع

اِیں دُعا از مَن و از جملہ جہاں، آمین باد۔

اَلْمُستَدعِیان‘‘

ذیل میں ’’جناب سید مہر علیشاہ صاحب از گولڑہ شریف‘‘ اور آپ کے استاد اور مرشد ’’جناب سید غلام محی الدین صاحب‘‘ کے اسمائے گرامی نہایت ہی واضح الفاظ میں لکھے ہوئے موجود ہیں۔ ’’سیال شریف‘‘ (ضلع سرگودہا) کی مشہور و معروف گدی کے سجادہ نشین کا اسم گرامی بھی ساتھ ہی درج ہے۔ ’’سیال شریف‘‘ کا لفظ تو آسانی کے ساتھ پڑھا جاسکتا ہے لیکن گدی نشین کا نام تحریر مدھم ہونے کی وجہ سے نہیں پڑھا جاسکا۔ پیر سید مہر علیشاہ صاحب گولڑوی نے اپنے استاد مولوی سلطان محمود صاحب انگوی (انگہ، علاقہ سون حال ضلع خوشاب) کے مرشد جناب ’’خواجہ شمس الدین صاحب سیالوی‘‘ سے ہی سلسلہ چشتیہ میں بیعت کی تھی۔ (شاہکار اسلامی انسائیکلو پیڈیا جلد 2 صفحہ 1395) علاوہ ازیں پنجاب کے دیگر بہت سے مشہور و معروف علماء دین متین اور حاملان شرح مبین اور بڑے بڑے پیران طریقت اور سجادہ نشینوں کے اسمائے گرامی بھی اس دعا نامہ کے آخر پر درج ہیں۔

---

**تبصرہ:**

## ’’عدالت عالیہ تک کا سفر‘‘

**خودنوشت سوانح:** جسٹس (ریٹائرڈ) محمد اسلام بھٹی

**مرتبہ:** احمد طاہر مرزا

(368 صفحات پر مشتمل یہ خودنوشت اردو زبان میں نیاز مانہ پبلیکیشنز لاہور نے اگست 2008ء میں شائع کی)۔

(ISBN: 978-969-9179-03-7)

تحصیل بٹالہ کے ایک گاؤں ’’سارچُور‘‘ میں ایک عام زمیندار گھرانے میں پیدا ہونے والے طالب علم جنہوں نے غربت کی حالت میں اپنی ابتدائی تعلیم مکمل کی۔ قیام پاکستان کے بعد فیصل آباد میں تعلیم جاری رکھنے کے بعد ٹی آئی کالج لاہور و ربوہ سے اپنی تعلیم مکمل کی اور پھر لاء ایجوکیشن مکمل کرنے کے بعد پاکستان کے مختلف علاقوں میں مختلف عدالتی عہدوں پر فائز رہے۔ حتی کہ 1995ء میں ہائیکورٹ کے جج بن گئے۔ اور دسمبر 1998 میں ہائیکورٹ سے ریٹائر ہوگئے۔

یہ خودنوشت عام سوانح عمریوں سے ذرا ہٹ کر ہے۔ مکرم جسٹس محمد اسلام بھٹی صاحب نے اپنی آپ بیتی ایک سفر کے انداز پر حقیقی واقعات کے طور پر تحریر کی ہے (اگرچہ بعض ابواب میں اسفار عالم کا بھی ذکر ہے) جس کے پڑھنے سے کسی ایک جگہ بھی اس بات کا احساس نہیں ہوتا کہ مبالغہ آرائی سے کام لیا گیا ہے۔

حیرت ہے کہ ایسا شخص جس کا نام ’’محمد اسلام‘‘ اور وہ احمدی بھی ہو پھر بھی پاکستان کی عدالت عالیہ نے اسے ہائیکورٹ کا جج بنا دیا ہو۔ یہ راز کتاب پڑھ کر ہی معلوم کیا جاسکتا ہے۔

اس خودنوشت میں مکرم جسٹس صاحب نے اپنے معاصرین بالخصوص، جسٹس ارشاد حسن خان، جسٹس خلیل الرحمٰن، جسٹس محمد رفیق تارڑ (سابق صدر پاکستان)، جناب مصطفیٰ کھر صاحب، جناب نواز شریف، جناب چوہدری ظہور الٰہی اور چوہدری برادران اور بعض علماء جیسے مولانا کوثر نیازی، مولانا عبدالقادر آزاد، مولانا مجاہد الحسینی، مولانا تاج محمود اور مولانا ضیاء القاسمی اور پاکستان کے بعض صوفی گدی نشین شخصیات کے بارہ میں بعض ذاتی تجربات بیان کئے ہیں۔

ایک ایک وقت میں مکرم جسٹس صاحب کئی کئی اہم عہدوں پر فائز رہے، اس دور کے بعض اہم واقعات بھی دلچسپی کا باعث ہیں۔

کتاب کو پڑھ کا یہ احساس ہوتا ہے کہ آپ بیتی کے ساتھ ساتھ اپنے بیسیوں دوست احباب کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے۔ سیاسی، سماجی اور عدالتی شخصیات کے علاوہ آپ نے سلسلہ احمدیہ کی کئی نابغہ روزگار شخصیات کا بھی ذکرِ خیر کیا ہے۔

چندسال قبل ربوہ میں پولیس چوکی معاملہ تھا جو جامعہ احمدیہ جونیئر سیکشن کے احاطہ میں ہے۔ اس کے بارہ میں مکرم جسٹس صاحب لکھتے ہیں:

’’ربوہ میں جماعت کے ایک تعلیمی ادارے کے بیچوں بیچ ایک چھوٹی سے پولیس چوکی قائم تھی۔ پولیس کے کچھ اہلکاروں نے ایک چبوترہ سا ادائیگی نماز کیلئے پولیس چوکی کے قریب تعمیر کرلیا۔ چونکہ وہ جگہ جہاں پولیس چوکی قائم تھی جماعت نے پولیس کو عاریۃً دی تھی۔ جب اس کے قریب رہائشی کالونی تعمیر ہوئی تو جماعت کے کہنے پر پولیس کے متعلقہ افسران نے اس جگہ سے چوکی اٹھانے اور اسے جماعت کی دی گئی اس سے بہت بہتر پختہ تعمیر شدہ عمارت میں چوکی قائم کرنے پر رضامندی ظاہر کی۔ اسی دوران میں شرارتی عناصر نے واویلا شروع کر دیا کہ قادیانیوں نے ان کی مسجد کو شہید کر دیا ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ جیسا کہ باہمی افہام و تفہیم کے نتیجہ میں چوکی یہاں سے نئی جگہ منتقل کر دی گئی تھی، حکومت وقت اسی پر کاربند رہتی اور مظلوم کا ساتھ دیتی مگر ہوا یوں کہ چند شرپسند کرایہ کے مذہب کے نام نہاد ٹھیکیداروں نے اسے ختم نبوت کا مسئلہ بنا کر پرویز الٰہی کی حکومت سے ازسرنو پولیس چوکی اور ’’مسجد‘‘ کے اسی رہائشی علاقہ میں پرانی جگہ پر بحال کرنے کے احکام صادر کروالئے۔ مقام حیرت ہے کہ دو رہائشی کالونیوں اور ایک تعلیمی ادارہ کے درمیان جب دن رات پولیس عجیب و غریب غیر انسانی زبان استعمال کرکے ملزمان سے سچ اگلوانے کی غرض سے انکی چھترول کرتی ہے تو بچے اپنی ماؤں سے پوچھتے ہیں کہ یہ کونسی زبان استعمال ہو رہی ہے۔......‘‘

مئی 1995ء میں ہائی کورٹ کا جج بننے کے سلسلہ میں آپ کی اس وقت کی وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو سے ملاقات ہوئی جسے آپ نے کچھ اس انداز میں بیان کیا:

’’محترمہ بے نظیر صاحبہ سے ملاقات کیلئے سب سے پہلے میری باری آئی (کیونکہ جوڈیشل سروس والوں میں سب سے سینئر مَیں تھا۔ عمر میں جعفر ہاشمی صاحب بڑے تھے) محترمہ نے انتہائی اہم قانونی نکات مثلاً Child Labour اور کاروکاری جیسے مسائل پر بہت تیکھے اور چونکا دینے والے انداز میں سوالات کئے۔ محترمہ سے میری کوئی آٹھ دس منٹ ملاقات رہی جو ہر لحاظ سے تسلی بخش تھی۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ محترمہ نے مجھے ایک بار بھی یہ نہیں جتایا کہ تم احمدی ہو اور کہ میں تمہیں اس کے باوجود جج بنا رہی ہوں۔ دراصل اس وقت کے چیف جسٹس سجاد علی شاہ صاحب جو خود ایک سندھی تھی مگر میرے خیال میں عقائد وغیرہ کے جھنجھٹ سے بہت بالا۔ اس بات پر بہت مصر تھے کہ کسی کے عقیدہ کو Consider کیے بغیر ہی ہر ایک کو اس کا حق دیا جانا چاہئے۔

یہ عجیب بات ہے کہ انٹرویوز وغیرہ ہو جانے کے بعد بھی کئی ماہ تک مکمل خاموشی رہی جو انتہائی پریشان کن تھی۔ کسی طرف بھی کوئی بات چل ہی نہیں رہی تھی۔ ہوا یہ کہ ارباب اختیار و اقتدار نے پھر کچھ لوگوں کو جنہیں باقاعدہ بے نظیر صاحبہ نے بھی شرف ملاقات بخشا تھا، ڈراپ کر دیا۔ میرے عرصہ ملازمت کے دوران ایک بات کا جسے مجھے بسا اوقات افسوس بھی ہوتا ہے وہ ہائیکورٹ کا جج بننے میں طویل انتظار کرنے کی داستان ہے۔ بطور جج میرا کردار اور سروس ریکارڈ بے داغ اور روشن تر تھا۔ میرے مخالفین بھی برملا یہ بات کرتے تھے کہ میں ہائیکورٹ کا جج ضرور بنوں گا اور اس کی راہ میں کوئی رکاوٹ حائل نہیں ہوگی تاہم ہزاروں مشکل مراحل سے گزرنا پڑا اور طرح طرح کی رکاوٹیں درمیان میں حائل ہوئیں۔ مگر الحمدللہ کہ بالآخر تقدیر الٰہی غالب آ کر رہی۔ ذات باری تعالیٰ پر میرے غیر متزلزل یقین اور بزرگان کی دعاؤں نے مجھے ہائی کورٹ کا جج بنا دیا۔ ابھی میری ہائی کورٹ کے جج کی تقرری کے آرڈر جاری بھی نہیں ہوئے تھے کہ 13 جون 1995ء کو سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا ایک خط موصول ہوا۔ جس میں آپ نے فرمایا:

’’مَیں آپ کو جانتا ہوں۔ آپ ہمیشہ عدل و انصاف کے ہر عہدہ پر دیانت، تقویٰ اور سربلندی کے ساتھ کام کرتے رہے ہیں اور سب سے اہم کامیابی تو یہی ہے کہ انسان اپنے عقیدہ، ضمیر اور اعلیٰ قدروں کی قربانی دیئے بغیر ترقیات حاصل کرے ورنہ یہ دنیاوی عہدے آپ کو اگر کچھ جھک کر اور احمدیت کے معاملہ میں کسی مداہنت کی وجہ سے مِل بھی جائیں تو چند روزہ حقیر عزتیں تھیں اِن سے زیادہ اِن کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ پس اب اِن لمبی قربانیوں کے بعد بالآخر جو اعزاز آپ کو مل گیا ہے یہ وہ سچا اعزاز ہے جو آپ جیسے مستحق کو ضرور ملنا چاہئے تھا اور خدا اپنے بندوں پر اسی طرح پیار کی نظریں ڈالا کرتا ہے۔‘‘

اس مختصر آپ بیتی میں مکرم جسٹس صاحب نے جہاں جہاں آپ کی تعیناتی ہوئی (جیسے چارسدہ، صوابی، مردان،، ہری پور، کیمبل پور، جہلم، گجرات، سرگودھا، شیخوپورہ، گوجرانوالہ، لاہور اور بہاولپور وغیرہ) کے اہم واقعات کو اپنے مخصوص انداز میں بیان کیا ہے۔ امید ہے یہ کتاب قارئین کی گہری دلچسپی کا باعث بنے گی۔

# "نوبل سلام"

## "سائنس کی دنیا کا وہ نابغہ جو اپنے مذہب کی بناء پر جانچا گیا"

(مضمون نگار: عدنان رحمت۔ اردو ترجمہ: طارق حیات)

(پاکستان کے انگریزی اخبار "The News" کے یکم فروری 2009ء کے سنڈے ایڈیشن میں شائع شدہ مضمون کا اُردو ترجمہ۔)

---

ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی وجہ شہرت بنیادی طور پر درج ذیل تین امور ہیں۔ اول ان کی قومیت وشہریت، دوم ان کا مذہب، اور سوم ان کا اعلیٰ ترین انعام یعنی نوبل پرائز جیتنا، اب خواہ اس ترتیب کو الٹ دیکھ لیں۔

مگر ایک امر ایسا ہے جس سے اکثر لوگ ناواقف ہیں وہ یہ ہے کہ سلام صاحب نے اُس ملک کی شہریت ترک کرنے سے انکار کر دیا وہ ملک جو خود اُن سے ناطہ توڑ تا تھا یعنی پاکستان۔ اور سلام صاحب اٹلی کے شہری بننے سے دستکش ہی رہے حالانکہ خود روم حکومت کی طرف سے انہیں اس کی پیشکش کی گئی تھی۔ (نیز انہوں نے اپنے محبوب وطن سے باہر لباس خاک پہننے سے بھی انکار کر دیا تھا اور تدفین کے لئے بھی اپنے پیدائش کے ملک کی وصیت کر گئے)

پھر دنیا نہیں جانتی کہ وہ شخص جسے غیر مسلم قرار دیا گیا (یاد رہے کہ آپ 1972 تک پکّے اور سچے مسلمان تھے، بس اچانک ایک صبح ڈاکٹر صاحب اور ان کی جماعت کو یہ اطلاع دی گئی کہ اب وہ مسلمان نہیں رہے اور پارلیمنٹ اور ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت نے اب آئینی طور پر ان کا مذہب بدل دیا ہے اور وہ بھی ان سے پوچھے بغیر) سلام صاحب قرآن حکیم اور اس کے نازل کرنے والے خدا پر اپنے پختہ ایمان سے مالا مال ہو کر سائنس اور تحقیق کی وادی میں ایسا اترا کہ گتھیاں سلجھاتا ہی چلا گیا۔ قابل قدر انعامات اور اعزازات کی اس طویل فہرست میں نوبل پرائز تو ایک ہے جن سے سائنس کی دنیا میں سلام صاحب کو نوازا گیا تھا۔

اور اب ستم ظریفی کی انتہا ملاحظہ کریں کہ غیر معمولی سائنسی کارناموں پر ڈاکٹر سلام صاحب پر دنیا بھر میں دادو تحسین کے ڈونگرے برسائے گئے مگر جو ملک اس معاملہ میں بھی پیچھا رہا وہ خود ان کی جنم بھومی تھا یعنی پاکستان۔

ڈاکٹر سلام صاحب اپنے بے شمار غیر معمولی کارناموں کے سبب یقیناً یقیناً اس لائق تھے کہ ان کے اپنے ملک میں بھی ان کی قدر کی جاتی......وہ پیارا ملک جس سے وہ اپنی آخری سانس تک وفادار اور محبّ رہے......بجائے اس کے کہ انکے دین اور خدا کے تفتیش شروع کر دی جاتی۔ (حالانکہ خدا تو سب کا ایک ہی ہے)

بلاشبہ سلام صاحب ہمارے سامنے ایک عجوبہ مثال ہیں یعنی سائنس کی سلطنت کا وہ سوار جس کو اس کے دین کی بناء پر جانچا گیا اور اس کے عقائد کا پیچھا کیا گیا۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ اگرچہ سلام صاحب کو تو مذہب اور سائنس دونوں پر پورا یقین اور ایمان تھا (اور جس پر سارا زمانہ بھی گواہ تھا) مگر آج ان کے بے شمار ہم وطن نہ تو سائنس کی دنیا میں کوئی مقام پا سکے ہیں اور دین کے میدان میں بھی بہت پیچھے رہ گئے ہیں یہاں تک کہ اکثریت کا تو عظمتِ انسان کا بنیادی سبق بھی کچا رہ گیا ہے۔

سلام صاحب تو سائنس کے بارہ میں اپنے نظریات میں بہت واضح رویہ رکھتے تھے۔ ان کا نظریہ تھا کہ سائنس کے میدان میں جدوجہد سب کا یکساں حق ہے۔ اور سب کی ذمہ داری ہے کہ وہ خدا کی پیدا کردہ کائنات کے اسرار ورموز کی تلاش اور جانچ میں اپنی توانائیاں خرچ کریں۔ اس دعویٰ کی دلیل میں کہ عقل ودانش پر کسی بھی ایک مذہب کی جارہ داری نہیں ہے، محترم سلام صاحب اکثر یہ کہا کرتے تھے کہ "سائنسی علوم بنی نوع انسان کا مشترکہ ورثہ ہیں"

اسی طرح سائنسی علوم وفنون کی ترقی کے لحاظ پسماندہ مسلم ممالک کے لئے سلام صاحب کی ہدایات اور نصائح بالکل واضح تھیں۔ انہوں نے لائحہ عمل دیا کہ "کسی بھی ملک کی ٹیکنالوجی میں ترقی بالکل ناممکن ہے جب تک وہ ملک سائنس کے میدان میں ترقی نہیں کرتا۔ پہلے اپنی سائنس کو بہتر بناؤ پھر ٹیکنالوجی کی بات کرو کیونکہ سائنس مقدم ہے"

کتنا قابل عمل اور دلکش اصول ہے۔ نیز سلام صاحب کوئی دقیانوسی اور خبتی سے سائنسدان نہ تھے۔ ہم ان سے فطرت کی دلکشی کو خوبصورتی کے ساتھ سراہنا بھی سیکھ سکتے ہیں۔ اسی موضوع پر سلام صاحب کا ایک قول ہے۔

"جب کبھی بھی مجھے قریباً ملتے جلتے حالات اور مشاہدات پر مبنی دو تھیوریز پر غور کرتے ہوئے کسی ایک کا انتخاب کرنا پڑا تو میں نے اس تھیوری کو زیادہ درست پایا جو اپنی دلکشی کی وجہ سے زیادہ اطمینان بخش تھی، اور حسن وجمال کے متفرق پہلوؤں سے مزین اور بھرپور تھی"۔

یہ ہوتا ہے حقیقی سائنس پر پختہ ایمان!

لیکن سلام صاحب خود اپنے ایمان اور عقیدہ کا معاملہ اٹھائے نہ پھرتے تھے اور نہ ہی عوام کے سامنے بیانات کی قطاریں لگانا ان کی عادت تھی۔ مگر ذوالفقار علی بھٹو اور ضیاء الحق کے پاکستان میں مسلسل ڈاکٹر صاحب کے مذہب اور اعتقادات کے خلاف منفی پراپیگنڈا ہوتا رہا۔ اور غلط بیانی کا ایک بازار گرم رہا۔ ان تمام حالات کے باوجود سلام صاحب خدائے واحد اور خدائے کل کو سائنس میں دیکھتے رہے اور اپنے عقیدہ پر قائم اور ڈٹے رہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ

"بطور ایک سائنس دان ہمیشہ قرآن میری واضح رہنمائی کرتا ہے کہ سب لوگوں کو قوانین قدرت کا باقاعدہ مشاہدہ اور مطالعہ کرنا چاہئے۔ قرآن کریم نے سائنس کی مختلف شاخوں مثلاً فلکیات، طبیعات، حیاتیات، طب وغیرہ کو انسانوں کے لئے بطور نشان پیش کیا ہے"

جو سب سے زیادہ واضح جواب آپ نے اس عقیدہ پر اعتراض کا کہ آپ خود کو مسلمان سمجھتے تھے آپ نے دیا اور وہ موجود ہے اور حسب ذیل ہے۔

"اگر تم مجھے غیر مسلم سمجھتے ہو تو کوئی بات نہیں سمجھ لو مگر تم جو بھی مسجد بنانا چاہو مجھے اس میں ایک اینٹ رکھنے دو"

سلام صاحب مذہب کو سائنس کا ایک جزو لاینفک سمجھتے تھے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ "قرآن کریم ہمیں پابند بناتا ہے کہ ہم اللہ کے تخلیق کردہ قوانین فطرت کے تنوعات کا بغور مطالعہ کریں۔ نیز ہماری موجودہ نسلیں اس لحاظ سے بھی بہت خوش قسمت اور خدا کی نعمت کے نیچے ہیں کیونکہ ہم سب کو خدائی کی غیر معمولی صناعی کے بہت سے ایسے نئے پہلوؤں کے مشاہدے کا موقع ملا جن سے ہمارے اجداد محروم تھے۔ اور اللہ کی اس فضلوں بھری عطا پر میرا دل تمام تر عاجزی کے ساتھ اس کی شکر گزاری کرتا ہے۔" اسی طرح ڈاکٹر سلام صاحب نے سٹاک ہولم میں نوبل انعام وصول کرتے ہوئے اپنی تقریر میں بھی درج ذیل آیات قرآنیہ کا حوالہ دیا تھا۔

"اور تو رحمان خدا کی پیدائش میں کوئی رخنہ نہیں دیکھتا۔ اور تو اپنی آنکھ کو ادھر ادھر پھیر کر اچھی طرح دیکھ لے! کیا تجھے خدا کی مخلوق میں کسی جگہ بھی کوئی رخنہ نظر آتا ہے۔ اور تو پھر اپنی نظر کو دوڑا تو وہ تیرے پاس تھکی ہاری لوٹ آئے گی"۔ (سورۃ الملک آیت نمبر:4)

پھر فرمایا کہ "یقیناً یہ سب طبیعات والوں کا ایمان ہے کہ ہم جتنی زیادہ گہرائی میں جا کر کوئی سچائی تلاش کرتے ہیں اتنی ہی ہماری حیرانگی ترقی کرتی جاتی ہے، اور ہماری نظر کا تعجب بڑھتا چلا جاتا ہے۔"

اس بات پر بھی سلام صاحب بہت زیادہ تعریف کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اپنی ابتدائی تعلیم ایسے اداروں میں مکمل کی جہاں کرسی میز وغیرہ کا کوئی تصور نہ تھا۔ مگر سہولیات کی کمیابی کے باوجود انہوں نے لڑکپن میں بھی خود کو شاندار طالب علم کے طور پر منوایا اور پھر بعد میں تو سب لوگ ہی آپ کی اعلیٰ قابلیت کے گواہ اور مداح بنتے ہی چلے گئے، بلاشبہ سلام صاحب غیر معمولی صلاحیتیں اور استعدادیں ودیعت کئے گئے طالب علم تھے۔ آپ کا سوانح نگار لکھتا ہے کہ "(جب وہ سائیکل پر لاہور سے گھر آئے تو یہ خبر سن کر کہ 14 سالہ سلام نے پنجاب یونیورسٹی کے میٹرک کے امتحانات میں اب تک کے تمام ریکارڈ توڑتے ہوئے سب سے زیادہ نمبر حاصل کئے ہیں، آپ کا سارا قصبہ ہی استقبال کو امڈ آیا۔) نیز سلام صاحب نے اپنا پہلا تحقیقی مقالہ بھی اسی گرد وغبار سے اٹے ہوئے مگر امن وآشتی والے اس شہر میں مکمل کیا تھا۔ (وہ شہر، جو افسوس کے ساتھ، اب عدم برداشت کی وجہ سے معروف ہے) یہ 1943 کی بات ہے اور اس شاندار تحقیقی مقالہ پر برصغیر کے ذہین ریاضی دان (Sriniviasa Aiyanger Ramanjan) بھی چونک اٹھے تھے۔"

پاکستان کے اتنے ہی معروف، اگر زیادہ نہیں تو، ماہر طبیعات یعنی ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب، جو سلام صاحب کی نسبت بہت زیادہ محبوب ہیں، جن کو پاکستان کے ایٹم بم کا خالق تصور کیا جاتا ہے اور مشہور ہے کہ انہوں نے ہی پاکستان کے ایٹمی پروگرام کی اساس رکھی تھی۔ مگر بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ 1970 کی دہائی کے شروع کے برسوں میں سلام صاحب نے پاکستان ایٹامک انرجی کمیشن (PAEC) کے آغاز میں کلیدی کردار ادا کیا تھا۔ یہ سب اس زمانہ کی باتیں ہیں جب ابھی سلام صاحب نوبل پرائز جیسے انعامات جیتنے کے بعد ملنے والی غیر معمولی شہرت کی بلندیوں تک نہیں پہنچے تھے۔

1972 میں سلام صاحب نے اپنے قائم کردہ ادارے (ICTP International Centre for Theoretical Physics) میں کام کرنے والے دو ماہرین طبیعات کو پاکستان میں (PAEC) کے چیئرمین کے پاس بھجوایا تاکہ وہ (TGP Theoretical Physics Group) بنائیں وہ ادارہ جس نے بعد میں پاکستان کے ایٹمی ہتھیاروں کی تیاری کی۔ TGP نے ڈاکٹر رضی الدین صدیقی کے قیادت میں محض پانچ سال کے اندر پاکستان کے ایٹمی ہتھیاروں کا Theoretical Design مکمل کر لیا۔ یاد رہے کہ یہ مذکورہ بالا ڈاکٹر ضیاء الدین صدیقی سلام صاحب کے شاگرد تھے۔ مگر بہت دکھ کی بات ہے کہ "اسلامی بم" کی تیاری میں اس شخص کا بھی حصہ ہے جو غیر مسلم قرار دیا گیا۔

سلام صاحب تعمیری جذبے سے سرشار انسان تھے۔ انہوں نے تحقیق اور سائنس کی ترقی کے لئے ادارہ جات قائم کئے اور پھر ان کو پھیلایا اور اس راہ میں اپنی تمام تر توانائیاں آخری دم تک صرف کرتے رہے۔ مثلاً انہوں نے پاکستان میں سپارکو (Space and Upper Atmosphere Research Commition) کی بنیاد رکھی اور آپ ہی اس کے پہلے ڈائریکٹر بھی بنے۔ اسی طرح آپ پاکستان بھر میں پانچ Superior Science کالجز کے قیام کے پیچھے بھی آپ کا ذہن اور کوشش تھی۔ مگر آپ کا سب سے بڑا اور یادگار کارنامہ Trieste اٹلی میں ICTP کا قیام ہے۔ جس میں آپ نے 1964 سے 1993 تک بطور ڈائریکٹر قابل قدر خدمات سرانجام دیتے رہے۔ اسی طرح سلام صاحب نے Third World Academy of Sciences کی بنیاد رکھی۔ نیز آپ Royal Society کے 1959 میں اس وقت تک کے سب سے کم عمر ممبر بنے یعنی محض 33 سال کی عمر میں۔ اٹلی کی حکومت نے سلام صاحب کے ناگہانی وفات کے بعد ان کی یاد میں اور ان کے اعزاز میں ICTP کا نام بدل کر اس کو Abdus Salam International Centre for Theoretical Physics بنا دیا۔ اور اس کے مقابل پر پاکستان اپنے اس ہونہار سپوت کو صرف اتنی سی "عزت" دے سکا کہ اس کو مطلقاً بھلا دیا۔ ایک ایسا ملک جہاں سڑکیں، سٹیڈیم، سنٹرز، یہاں تک کہ پورے پورے شہروں کے نام ہی غیر ملکیوں کے ناموں پر رکھ دینا ایک عام رواج ہے۔ وہاں اپنے اس غیر معمولی بیٹے اور اس نابغہ روزگار سپوت کو اعزاز دینے کا اکلوتا واقعہ یہ ہے کہ اس کی تصویر کو بھی اس سلسلہ میں شامل کر لیا گیا جس کے تحت پاکستانی سائنس دانوں کی تصاویر پر مشتمل ڈاک ٹکٹ جاری کئے جا رہے تھے۔


قائم شدہ 1952

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

**شریف جیولرز ربوہ**

| ریلوے روڈ | اقصیٰ روڈ |
| --- | --- |
| 6214750 | 6212515 |
| 6214760 | 6215455 |

پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران

Mobile: 0300-7703500

سلام صاحب 29 جنوری 1926 کو پیدا ہوئے (اور اگر اب وہ زندہ ہوتے تو ضرور اپنی 83 ویں سال گرہ مناتے) اور 70 سال کی عمر میں 21 نومبر 1996 کو آکسفورڈ میں طویل علالت کے بعد اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ ان کی وصیت کے مطابق ان کا جسد خاکی پاکستان میں تدفین کے لئے لایا گیا۔ اور ربوہ میں آپ کی تدفین عمل میں آئی، اس میں 30 ہزار سے زیادہ لوگ شامل ہوئے۔ لیکن اس ملک کی سرکاری نمائندگی میں کوئی نہ آیا وہ پیارا وطن جس سے سلام صاحب ساری عمر ٹوٹ کر محبت کرتے رہے اور نہ ہی پاکستان کی ساری سائنس کمیونٹی کا کوئی نمائندہ وقت نکال سکا یعنی پاکستان کا وہ گروہ جس پر سلام صاحب ساری زندگی احسانات کرتے ہی چلے گئے۔ پس پاکستان کا یہ عظیم المرتبت، غیر معمولی سائنسدان بغیر سرکاری پروٹوکول کے اپنے والدین کے قریب لباسِ خاک اوڑھ گیا۔ آپ کی قبر کے کتبے پر پہلے درج تھا۔ "First Muslim Noble Laureat" مگر وہ ملک جس میں حکومت مذہب کی بناء پر رعایا میں تفریق کرتی ہے۔ جیسا کہ یہ بات اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں بھی درج ہے۔ اس لئے وہاں کے ایک لوکل مجسٹریٹ کے حکم پر Muslim کا لفظ مٹادیا گیا۔ اس لئے اب وہاں یہ بودی عبارت پڑھی جاتی ہے۔

"First Noble Laureate"

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ وہ مملکت جو سائنس کی ناقدری کرتی ہے وہ کبھی خوشحالی اور ترقی کا منہ نہیں دیکھتی...... آج کسی ایک مسلم ملک کا نام بتادیں۔ جو اپنی علمی فوقیت اور ٹیکنالوجی کی ترقی کے سبب معروف ہو۔ حکومت پاکستان نے مسلم دنیا کے سائنس کے میدان میں پہلے نوبل انعام یافتہ سے یہ تعلق توڑ لیا کہ وہ پہلا مسلمان ہے جس نے سائنس کا نوبل انعام جیتا لیکن زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ یہ اس بات سے بھی انکار کر رہی ہے کہ اسے مسلم دنیا کے پہلے نوبل انعام یافتہ کا اعزاز دے۔

❂❂❂❂❂

اُذْکُرُوْا مَحَاسِنَ مَوْتَاکُمْ

# برادرم مولانا بشیر احمد قمر صاحب مرحوم

(عبدالباسط شاھد۔ لندن)

خدا تعالیٰ کے فضل سے برادرم مولانا بشیر احمد صاحب قمرؔ وقف زندگی اور خدمت اسلام کے تقاضوں کو باحسن پورا کرتے ہوئے ایک کامیاب و بامراد زندگی گزار کر اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔

مرحوم جامعہ احمدیہ میں میرے کلاس فیلو تو نہیں تھے تاہم ایک سال کے فرق کے باوجود طبائع کی ہم آہنگی کی وجہ سے ہمیشہ یہی لگتا رہا کہ ہم تعلیم کے میدان میں اور میدان عمل میں ساتھ ساتھ ہی رہے ہوں۔ طالبعلمی کے زمانہ میں بھی کسی شوخی و شرارت میں شامل ہونا تو دور کی بات ہے وہ کھیل کے میدان میں بھی کم ہی نظر آتے تھے۔ طالبعلمی کے زمانہ سے ہی ان کی سادگی، محنت اور خلوص نمایاں تھا اور ان خوبیوں میں مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ اضافہ ہوتا چلا گیا۔ طالبعلمی کے زمانہ سے جو سنجیدگی اور وضع داری ان کے ساتھ مخصوص تھی وہ میدان عمل میں اور نمایاں ہوگئی۔ پگڑی باندھنے، شیروانی پہننے اور ہاتھ میں چھڑی رکھنے کا اہتمام جو نوجوانی میں خاصہ مشکل کام نظر آتا ہے اس کو آپ نے عمر بھر خوب نبھایا۔ اس وقت آپ کو دیکھنے والوں میں سے اکثر کا میری طرح یہ خیال تھا کہ یہ کوئی وقتی محرک اور جذبہ ہے جو جلد ختم ہو جائے گا۔ مگر ہمارا یہ خیال آپ نے بڑے استقلال سے غلط ثابت کر دیا۔

آپ کی طبیعت میں خاموشی کا رجحان زیادہ تھا۔ زیادہ اور لمبی لمبی باتیں بنانا آپ کا طریق نہیں تھا تاہم مختصر جملوں میں معترض کو نہایت مکمل اور مسکت جواب مل جاتا تھا بلکہ بعض اوقات تو ان مختصر فقروں میں مزاح کا ایک بہت ہی عمدہ پہلو نظر آنے لگتا تھا۔ مزاح یا سنجیدگی میں کبھی بھی کوئی ایسی صورت پیدا نہیں ہونے دیتے تھے کہ کسی کی توہین یا دلآزاری ہو۔

آپ کو ایک لمبا عرصہ پاکستان اور آزاد کشمیر کے مختلف مقامات پر کام کرنے کا موقع ملا۔ اسی طرح بیرون ملک فجی اور مغربی افریقہ میں مختلف مقامات پر خدمت کی سعادت حاصل ہوئی۔ جہاں بھی گئے، جہاں بھی رہے، اپنے پیچھے اچھی یادوں کا ذخیرہ چھوڑ کر آتے رہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کو میدان عمل میں بہت مفید اور مؤثر خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ آپ کی خدمات کی قبولیت کا اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ کے بڑے بیٹے مکرم مولانا نصیر احمد قمرؔ صاحب بھی جماعت کی اہم خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ ان کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے لندن تشریف لانے پر جماعت کے لئے بہت مشکل ایام میں نہایت اہم خدمات سرانجام دینے کی توفیق ملی۔ اسی طرح مولانا بشیر احمد صاحب نے بطور مبلغ اسلام عمر بھر قرآن مجید اور اسلام کی خدمت کی توفیق پائی۔ تاہم آپ کی آخری تقرری ناظر اصلاح و ارشاد تعلیم القرآن کی قابل رشک خدمت پر ہوئی اور اس طرح آپ کو جماعت میں علم و فہم قرآن عام کرنے میں ان بزرگ ہستیوں میں شمولیت کی سعادت حاصل ہوئی جو اپنے اپنے وقت میں اس عظیم خدمت کی سعادت حاصل کرتے رہے۔

خاکسار دو تین سال پہلے پاکستان گیا تو مولانا مرحوم سے ان کے دفتر میں بہت بے تکلف ملاقات ہوئی۔ وہاں اور بہت سی باتوں کے علاوہ یہ ذکر بھی فرمایا کہ آپ جس کرسی پر اس وقت بیٹھے ہوئے ہیں اس پر ہمارے استاد حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب تشریف فرما ہوتے تھے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ بے تکلفی سے حضرت مولانا کو ان کی مہمان نوازی اور زائرین کی خاطر مدارات کے پیش نظر ''ناظر چائے پانی'' کے لقب سے یاد فرمایا کرتے تھے۔

یہ حسن اتفاق ہے کہ مولانا قمر صاحب مرحوم کو غانا میں اس زمانہ میں قیام و خدمت کا موقع ملا جب ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بھی غانا میں جماعتی خدمات بجالا رہے تھے۔ حضور نے ان کی وفات پر بڑے عمدہ رنگ میں ان کی خوبیوں اور صفات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''ہمارے مولانا بشیر احمد صاحب قمرؔ جو صدر انجمن احمدیہ پاکستان کے ناظر تعلیم القرآن و وقف عارضی تھے۔ ان کی کل 9/اکتوبر کو وفات ہوئی ہے، آپ کی عمر 74 سال تھی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اور آخر وقت تک اللہ تعالیٰ نے ان کو خدمت کی توفیق دی، کچھ عرصہ پہلے یا چند دن پہلے ان کو انفیکشن ہوا۔ اس کے بعد نمونیہ ہو گیا تھا جو وفات کی وجہ بنا۔ آپ نے 1950ء میں اپنی زندگی وقف کی تھی۔ 1958ء میں شاہد کا امتحان پاس کیا اور پھر پاکستان میں، غانا میں، فجی میں خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کو 1999ء میں ناظر تعلیم القرآن مقرر کیا گیا تھا۔ بہت ساری خوبیوں کے مالک تھے، بہت سادہ مزاج تھے، افریقہ میں میرے ساتھ بھی رہے ہیں، مَیں نے دیکھا کہ افریقن لوگوں کے ساتھ بڑا پیار اور محبت کا سلوک تھا۔ بڑے انتھک محنتی اور اکیلے رہے اور کوئی شکوہ نہیں اور خود ہی کھانا پکا بھی لیتے تھے، مختصر سی خوراک، بڑے دعا گو، نیک اور متقی انسان تھے۔ وفات سے ایک دن پہلے انہوں نے مجھے اپنی صحت کے بارہ میں مختصر خط لکھا بڑے ٹوٹے ہوئے الفاظ میں اور ساتھ لکھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو نیک، مددگار اور تعاون کرنے والے لوگ ہمیشہ مہیا فرماتا رہے۔ بڑا درد تھا، بڑا اخلاص کا تعلق تھا اور بے نفس ہو کر خدمت کرنے والے انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ وہ ہمارے لندن میں جو وکیل اشاعت ہیں، نصیر احمد قمرؔ صاحب، ان کے والد تھے۔ ان کا ایک اور بیٹا ہے جو سب سے چھوٹا ہے وہ صدر انجمن احمدیہ میں کارکن ہے مظفر احمد قمرؔ۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو بھی صبر عطا فرمائے، ان کے تین بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں''۔

اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

❂❂❂❂❂

## سیرالیون میں خلافت جوبلی پروگرام کے تحت

# خلافت لائبریری کا بابرکت افتتاح

(رپورٹ: رضوان احمد افضل۔ مبلغ سلسلہ۔ سیرالیون)

سیرالیون کے خلافت جوبلی پروگرامز میں خلافت جوبلی لائبریری کا قیام بھی تھا۔ محض خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ سیرالیون نے مشن ہیڈکوارٹرز کمپاؤنڈ میں لائبریری کی بلڈنگ کی تعمیر شروع کی۔ امسال خدا کے فضل سے لائبریری کی خوبصورت اور دیدہ زیب بلڈنگ کی تعمیر مکمل ہوئی۔ اور 23 فروری کی شام کو لائبریری کے ہال میں ایک پروقار تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں نیشنل ایگزیکٹو ممبران کے علاوہ فری ٹاؤن میں موجود 30 احمدیہ جماعتوں کے صدران وائمہ اور دیگر احباب نے شرکت کی۔ پریس کے نمائندے بھی اس تقریب میں شامل تھے۔ اس تقریب کے مہمان خصوصی مکرم محترم مبارک احمد طاہر صاحب مرکزی نمائندہ تھے۔

تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے بعد مکرم مولانا سعید الرحمٰن صاحب امیر و مشنری انچارج سیرالیون نے لائبریری کے قیام کے اغراض و مقاصد اور خلافت جوبلی پروگرام کے حوالے سے احباب جماعت کو تفصیل سے بتایا۔

اس کے بعد مکرم محترم مبارک احمد طاہر صاحب نے علمی میدان میں جماعت کی خدمات کے حوالے سے تفصیل سے روشنی ڈالی۔ آپ نے علم کے حصول کے سلسلہ میں اسلامی تعلیمات بھی بیان فرمائیں۔

مکرم مبارک احمد صاحب طاہر نے دعا کے ساتھ لائبریری کا باقاعدہ افتتاح فرمایا۔ اخبارات میں اس افتتاح کی تفصیلی خبر شائع ہوئی۔

اللہ تعالیٰ اس لائبریری کے قیام کو جماعت سیرالیون کے لئے بابرکت بنائے اور اسلامی علم کے میدان میں یہ لائبریری لوگوں کے لئے مددگار ثابت ہو۔ آمین

❂❂❂❂❂❂

## بجیری (یوگنڈا) کے مقام پر

# مسجد بیت الھدیٰ کا بابرکت افتتاح اور مشن ہاؤس کے سنگ بنیاد کی تقریب

(رپورٹ: اسرائیل لُوٹا لیگا۔ زونل مشنری اِیگانگا زون)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ یوگنڈا کو کینیا بارڈر کی طرف جانے والی بڑی شاہراہ پر بُجیری نامی قصبہ میں ایک خوبصورت مسجد تعمیر کرنے کی توفیق دی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت اس کا نام ''بیت الھدیٰ'' عنایت فرمایا ہے۔

اس کی افتتاحی تقریب مورخہ 7/فروری 2009ء کو عمل میں آئی۔ اس کے ساتھ ہی مشن ہاؤس کی تعمیر کے لئے سنگ بنیاد بھی رکھ دیا گیا تا کہ مسجد کے ساتھ ساتھ مبلغ یا معلم کے لئے ایک گھر بھی ہو جہاں جماعت کے افراد کثرت سے آیا کریں اور اپنی تربیت کے ساتھ ساتھ مسجد کی آبادی کا باعث بھی بنیں۔

مکرم امیر صاحب یوگنڈا نے اپنے افتتاح خطاب میں خاص طور پر بچوں کی تربیت کے بارہ میں توجہ دلائی اور اس مسجد کو آباد کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کی تلقین کی۔

لوکل سرکاری نمائندوں نے بھی اس تقریب میں شرکت کی اور اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ اس تقریب میں ایگانگا زون کی آٹھ جماعتوں کے 151 نمائندگان نے شرکت کی۔

اختتامی دعا کے بعد نماز ظہر و عصر ادا کی گئیں اور پھر حاضرین کو کھانا پیش کیا گیا۔

قارئین کی خدمت میں درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ اس مسجد کی تعمیر کو اپنے بابرکت نام کی طرح ہزاروں روحوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین

❂❂❂❂❂❂


الفضل انٹرنیشنل میں
اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(مینیجر)

بقیہ رپورٹ: پیس کانفرنس از صفحہ نمبر 16

ان نظریات پر زیادہ زور دیتے ہیں جن میں اختلاف ہو۔انہوں نے کہا کہ وہ عوامل جو ہمیں متحد کرنے والے ہوں وہ معاشرہ کی بنیادی اینٹیں ہیں اور سوسائٹی میں یکجہتی کا موجب ہیں۔انہوں نے کہا کہ مَیں جماعت احمدیہ کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں ۔مجھے بہت خوشی ہے کہ میرے حلقہ ٔ انتخاب میں جماعت موجود ہے۔صرف اس لئے نہیں کہ جو خدمات یہ ہمارے علاقہ میں معاشرہ کی کررہے ہیں بلکہ جو خدمات یہ ساری دنیا میں کر رہے ہیں ۔ یہ میرے لئے بہت بڑا اعزاز تھا کہ جماعت کی پارلیمنٹ میں دعوت دینے کی سعادت مجھے ملی۔ یہ پہلا موقع تھا کہ ہمیں میزبانی کا شرف حاصل ہوا کیونکہ **جماعت ان تھک محنت کرتی ہے تا کہ سوسائٹی میں بسنے والے متفرق گروہ آپس میں اتحاد قائم کریں۔**انہوں نے کہا کہ مَیں سمجھتی ہوں کہ ہمارا فرض ہے کہ ہم جماعت کو پارلیمنٹ سے متعارف کروائیں تا کہ پارلیمنٹ کے جو ممبر ایسے ہیں کہ انہیں جماعت سے رابطے کا موقع نہیں ملا وہ بھی جماعت کے اس قیمتی پیغام کو سن سکیں جو آج دنیا کے اضطراب کو دور کرنے کے لئے نہایت ضروری عوامل ہیں۔

انہوں نے کہا کہ میرے لئے اپنے حلقہ انتخاب میں رہنے والوں کی نمائندگی کرنا خوشی اور فخر کا باعث ہے اور ان لوگوں میں جماعت احمدیہ کا شمار بھی ہوتا ہے۔

## Chris Grayling کی تقریر

اگلے مقرر جناب Chris Grayling ممبر آف پارلیمنٹ تھے جو Ewell اور Epsom کے حلقہ انتخاب سے 2001ء میں پارلیمانی ممبر منتخب ہوئے تھے۔

انہوں نے مختلف حیثیتوں سے خدمات سرانجام دیں۔ شیڈو لیڈر، ہاؤس آف کامنز رہے ہیں ۔شیڈو وزیر برائے ٹرانسپورٹ اور پنشن بھی رہے ہیں۔اس سال جنوری میں ان کا تقرر شیڈو وزیر داخلہ کا ہوا۔

Chris Grayling نے حضور انور کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ یہ میرے لئے بہت خوشی اور اعزاز کا باعث ہے کہ آج کی اہم تقریب میں آپ کے ساتھ مَیں شامل ہو رہا ہوں۔**آپ اور آپ کی جماعت کے افراد قیام امن کے لئے جو کوششیں کررہے ہیں یہاں برطانیہ میں اور بین الاقوامی سطح پر بھی ہم بھی آپ کی ان خواہشات میں شریک ہیں۔**

انہوں نے کہا کہ مَیں اپنے پارٹی کے لیڈر جناب ڈیوڈ کیمرون اور پارلیمنٹ کے اپنے دیگر ساتھیوں کی طرف سے نیک خواہشات لے کر حاضر ہوا ہوں۔اور امید کرتا ہوں کہ آج کے اجلاس سے بین المذاہب ہم آہنگی کی آپ کی کوششوں میں مزید ترقی ملے گی۔میرے لئے آج اس مسجد میں آنا خوشی کا باعث ہے۔مَیں نے اپنے سیاسی کیریئر کا آغاز مرٹن (Merton) کے علاقہ سے کیا تھا اور مَیں اس علاقہ کا کاؤنسلر بنا تھا۔مجھے اس مسجد کی تعمیر کے لئے جو کام ہوئے ان تمام کاوشوں اور محنتوں کو دیکھنے کا موقع ملا اور وہ مجھے بخوبی یاد ہیں۔

2003ء میں جب اس کا افتتاح ہوا اس وقت سے یہ مسجد علاقہ میں ایک پہچان کی صورت اختیار کر گئی ہے جو نہ صرف عبادت کا مرکز ہے بلکہ معاشرہ کے لئے تبادلہ ٔخیال اور یکجہتی پیدا کرنے کا مرکز بھی ہے۔**آپ کی جماعت مجھے خاص طور پر متأثر کرتی ہے۔اس وجہ سے کہ آپ نے تنگ نظری کی تعلیم کے برعکس اعلیٰ ظرفی کا جو طریق اپنایا ہوا ہے اور دوسروں کو اپنے ساتھ شامل کر کے جس طرح اپنے اردگرد میں بسنے والوں کو شمولیت کی دعوت دیتے ہیں اور تفریق یا گروہ بندی نہیں کرتے۔آپ کے ممبر دنیا بھر میں فلاحی کام کرتے ہیں اور یہاں برطانیہ میں بھی خدمات میں حصہ لیتے ہیں۔ مَیں آپ کے کاموں سے بہت متأثر ہوں۔**جو خدمات آپ کی جماعت نے فلاحی اداروں کی بھی کی ہیں مثلاً Save the Children Fund اور Great Ormond Street بچوں کے ہسپتال اور کینسر ریسرچ یوکے کے لئے۔ **گزشتہ دس سال میں آپ نے دس لاکھ پاؤنڈ سے زیادہ چندہ جمع کر کے ان فلاحی اداروں کو دیا ہے۔بے گھر افراد کی مدد اور دیکھ بھال کے لئے بھی آپ کے ممبرز جو خدمات کررہے ہیں وہ بھی قابل ستائش ہیں۔**یکجہتی کی روح پیدا کرنے کے لئے یہ سب چیزیں ضروری ہیں۔میراتھن واک بھی جو آپ کرواتے ہیں وہاں بھی بہت اچھے اخلاق کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ایک اور چیز جو آپ کی جماعت میں ہم نے قابل تحسین دیکھی ہے وہ نوجوانوں کے ساتھ منظّم کام ہیں۔آج کی دنیا میں جو سب سے بڑے مسائل درپیش ہیں ان میں سے ایک نوجوانوں کو مثبت کاموں میں محرّک کرنا ہے۔کثرت سے دیکھنے میں آتا ہے کہ نوجوان محسوس کرتے ہیں کہ ان کا اپنے اردگرد کے معاشرہ میں کوئی حصہ نہیں ہے اور نہ اپنائیت کا احساس۔اس کا نتیجہ مختلف شکلوں میں رونما ہوتا ہے مثلاً بداخلاق اور بدخُلقی، انتہاپسندی اور منشیات کا استعمال۔نوجوانوں کو نشوونما میں مدد دینا تا کہ پیشہ وارانہ صلاحیتیں اجاگر ہوں اور زندگی میں امید افزا سمت کا تعین ہو یہ وہ اجزا ہیں جو نوجوانوں کو عطا کرنا غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔آپ کی جماعت اس شعبہ میں جس تنظیم سے کام کرتی ہے وہ واقعی بنیادی اہمیت کا کام ہے۔

انہوں نے کہا کہ مَیں اور میرے ساتھی آپ کی جماعت سے ان خوشگوار تعلقات کو بہت اہم سمجھتے ہیں۔ہم زندگی کے تمام شعبہ جات سے تعلق رکھنے والے گروہوں سے تعلقات کو اہمیت دیتے ہیں اور مضبوط تعلقات استوار کرنے کے خواہاں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میرے کئی ساتھیوں کے ساتھ آپ کے اچھے مراسم ہیں اور یہ ہم سب کے لئے خوشی کا باعث ہے۔

اپنے بارہ میں انہوں نے کہا کہ مَیں جنوری میں شیڈو وزیر داخلہ بنایا گیا تھا۔اور میرے لئے یہ کام اہمیت کا حامل ہے کہ تمام مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگوں سے بخوبی واقفیت حاصل کروں۔نہ صرف قومی سطح پر بلکہ مَیں خود ewell اور Epsom کے علاقہ کا نمائندہ ممبر آف پارلیمنٹ بھی ہوں۔قریب کے زمانہ میں میری اس علاقہ میں رہنے والے احمدیوں سے ایک تقریب پر ملاقات ہوئی اور بہت اچھا تبادلہ ٔخیال بھی ہوا۔

آج کی سوسائٹی جس میں مختلف اقوام سے تعلق رکھنے والے لوگ بستے ہیں ہمارے لئے ضروری ہے کہ افہام و تفہیم کی فضا کو قائم کریں۔آپ کی جماعت انتہا پسندی کے خطرات کو بخوبی سمجھتی ہے کہ اس سے کس قدر تکلیف دہ صورتحال پیدا ہوسکتی ہے۔ہم سب کا فرض ہے کہ ہم انتہاپسندی کے رجحانات کو اعتدال پسندی کی طرف کھینچ لائیں اور جو انتہاپسندی کی طرف مائل ہوتے نظر آئیں ان کے خیالات کو تبدیل کرنے کی کوشش کریں۔

انہوں نے کہا کہ شیڈو وزیر داخلہ ہونے کی حیثیت سے میرے لئے بہت ضروری ہے کہ مَیں تمام لوگوں کو اچھی طرح سمجھ سکوں۔اور اس چیز کو بھی سمجھ سکوں کہ کون سے عوامل ہیں جو لوگوں کو انتہا پسندی کی طرف لے جاتے ہیں اور جو خطرات مسلمانوں کے ایک چھوٹے سے طبقہ کی طرف سے انتہا پسندی کے نتیجہ میں درپیش ہیں۔ انہوں نے کہا کہ انتہا پسندی کا رجحان صرف مسلمانوں کے بعض حلقوں کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ انتہا پسندی اور بھی کئی حصوں میں دیکھی جارہی ہے۔ جیسا کہ یہاں یورپ کی سیاست میں بھی دائیں طرف سے انتہا پسند ہیں جنہیں Extremist Right کہا جاتا ہے۔ خوش قسمتی سے یہاں برطانیہ میں اس قسم کا رجحان رکھنے والوں کی تعداد بہت کم ہے اور ہم سب سیاسی پارٹیوں کی کوشش ہے کہ اس کی تعداد بڑھنے نہ پائے۔ایک اور انتہا پسندی کا رجحان قومیت کے بارہ میں ہے۔اس کا ایک عملی مظاہرہ بدقسمتی سے حال ہی میں شمالی آئرلینڈ میں دیکھنے میں آیا اور دنیا کے بعض دوسرے حصوں میں وقتاً فوقتاً سر اٹھاتا ہے۔اس وجہ سے آج کا جلسہ جو آپ نے کیا ہے اس قسم کے اجلاسوں کی بہت بڑی اہمیت ہے اور جو لوگ قیام امن کی کوششیں کرتے ہیں ان کا کردار بھی بہت اہمیت کا حامل ہے۔انتہاپسندی کا ازالہ طاقت کے بل بوتے پر نہیں کیا جاسکتا۔ہمیں لوگوں کو باور کروانا پڑے گا کہ ایک اور سمت ہمارے لئے موجود ہے جو افہام و تفہیم اور رواداری کا بہتر راستہ ہے اور ایک دوسرے کے جذبات کا احترام پیدا کرنے کا بھی۔ہمیں ان اقدار کو پروان چڑھانے کے لئے متحد ہو کر کھڑے ہونا ہوگا اور ان اقدار کا فلک شگاف نعرہ ساری دنیا میں بلند کرنا ہوگا۔

انہوں نے حضور انور کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ ان ہی وجوہات کی بنا پر آپ کی ان کوششوں کو مَیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ یہ ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے کہ ہم معاشرہ میں امن و آشتی کے قیام کی کوششیں کریں۔اور معاشرہ میں تفریق پیدا کرنے کے خیالات کو دور کریں۔نہ صرف قومی سطح پر بلکہ ساری دنیا میں۔انہوں نے کہا کہ یہ ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ ہم دنیا میں متحد ہو کر انتہاپسندی اور مذہبی ناروا داری اور ظلم کے خلاف ڈٹ کر کھڑے ہوجائیں۔میرے خیال میں تو تمام مذاہب کا یہ ہی دستور العمل ہے اور ہونا چاہئے۔

ہمارا نصب العین یہ ہونا چاہئے کہ ہم ایسے معاشرہ کا قیام کریں جس میں مسلمان ، یہودی، ہندو ، عیسائی اور دوسرے عقائد کے لوگ مل جُل کر امن و آشتی اور رواداری کے ساتھ صلح جوئی سے رہ سکیں۔ انہوں نے کہا کہ مَیں امید کرتا ہوں کہ آج کی یہ تقریب اور آپ کی اس سلسلہ میں کاوشیں ایک اہم سنگ میل کی طرح کام آئیں گی اور یہ ہمارے نصب العین کے حصول کے لئے اہم ثابت ہوگا۔

## Baroness Emma Nicholson کی تقریر

اگلی تقریر محترمہ Baroness Emma Nicholson کی تھی۔محترمہ ایما نکلسن بہت ممتاز سیاسی رہنما ہیں۔ہاؤس آف لارڈز کی ممبر ہیں ۔اور لبرل ڈیموکریٹک پارٹی کی سینئر رہنما ہیں۔ یورپین پارلیمنٹ کی ممبر بھی ہیں۔1991ء میں انہوں نے ایک فلاحی ادارے کی بنیاد رکھی جو بے گھر ریفیوجیز کی مدد کرتا ہے۔2002ء میں ان کا تقرر بین الاقوامی صحت کے ادارہ WHO کی طرف سے نمائندہ کے طور پر ہوا جن کا مخصوص دائرہ عمل، حفظان صحت ،قیام امن اور تعمیرات کے شعبہ جات ہیں۔اس کے ساتھ ہی وہ یورپین پارلیمنٹ کی کمیٹی برائے امور خارجہ کی نائب صدر ہیں اور نمائندہ کمیٹی برائے ایرانی تعلقات کی بھی ممبر ہیں۔اس کے علاوہ وہ تقریباً پچاس تنظیموں کی اعزازی ممبر بھی ہیں۔یہ مساوی انسانی حقوق کی پُر جوش علمبردار ہیں اور جماعت احمدیہ سے ان کے بہت اچھے مراسم ہیں۔

محترمہ ایما نکلسن صاحبہ نے اپنی تقریر کا آغاز حضور انور اور تمام معزز حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے کیا اور کہا کہ جماعت احمدیہ کی مہمان نوازی ایک بہت ہی خوشکن تجربہ ہے۔مسلمانوں کی مہمان نوازی کا خُلق تو ہر جگہ دیکھنے میں آتا ہے مگر جماعت احمدیہ میں یہ خُلق ممتاز نوعیت کا ہے ۔ **آپ کا کھلے دلوں اور کھلے بازوؤں اور کھلے ذہنوں سے تمام طبقات کے لوگوں کو خوش آمدید کہنا خوشی کا باعث ہے۔**آج یہاں جن لوگوں کا اجتماع آپ نے کیا ہے اس میں تمام مختلف مذاہب کی نمائندگی ہے اور مذہب کو نہ ماننے والے بھی مدعو ہیں۔ ہر طبقہ ٔ فکر کی نمائندگی ہو رہی ہے۔ان سب کو جو چیز متحد کرتی ہے وہ مساوی انسانی حقوق کا تحفظ ہے جو آپ کا نصب العین ہے کہ تمام مرد و زن کو مساوی حقوق ملنے چاہئیں۔

آج کے اس اجتماع میں بہت سے سیاستدان بھی موجود ہیں۔ہمارا جس پارٹی سے تعلق ہو ہمارا نصب العین بھی ان ہی اقدار کا حصول ہے ۔ہم میں سے ہر ایک سیاست میں اس غرض سے شامل ہوا ہے کہ ہم انسانوں کی خدمت کرنے کے خواہشمند ہیں۔انہوں نے کہا کہ اس لحاظ سے ہم میں اور آپ میں کیا فرق ہے؟۔فرق یہ ہے کہ ہم آپ کے مہمان ہونے کی حیثیت سے یہاں نہایت آرام سے بیٹھے ہیں، تقریب سے خوب لطف اندوز ہو رہے ہیں مگر مجھے معلوم ہے کہ آپ کے ذہنوں کے پس منظر میں اور آپ کے دلوں کے اولین حصوں میں درد کی لہریں موجزن ہیں اُس احساس کی وجہ سے کہ اس وقت دنیا میں بعض مسلمان ملکوں میں اور بعض غیر مسلم ملکوں میں احمدی مردوں، عورتوں اور بچوں پر محض ان کے مذہبی عقائد کی وجہ سے اس قدر شدید ظلم کئے جا رہے ہیں کہ ان مظالم کی بعض دفعہ تو انتہا ہوجاتی ہے جس کے نتیجہ میں ان سے زندہ رہنے کا حق چھین لیا جاتا ہے ۔

انہوں نے کہا کہ ہم میں سے بہت سے افراد نے میدان سیاست میں صرف اس وجہ سے حصہ لیا ہے کہ ہمارے دلوں میں تعصب کے خلاف شدید ردّ عمل ہے اور شدت سے ہم اس جذبہ کے علمبردار ہیں کہ ہر مرد اور عورت کو مذہبی آزادی کا حق ہے۔انہوں نے کہا کہ آپ احمدیوں کو آئے دن ان تجربات کا سامنا ہے۔ **پاکستان میں کچھ قوانین اس قسم کے لاگو کئے گئے ہیں جن کی وجہ سے احمدی کلیدی عہدوں پر فائز نہیں کئے جاتے۔احمدی ووٹ نہیں دے سکتے بغیر اس کے کہ وہ اپنے عقیدہ سے لاتعلقی کا اظہار کریں۔ بلکہ حالات اس طرح کر دئے گئے ہیں کہ احمدیوں کے لئے جینا محال ہوجاتا ہے۔**اس طرز عمل کے آئینہ دار وہ ملک بھی بن جاتے ہیں جہاں اسی طریق کو اپنا لیا جاتا ہے۔شاید ہی کوئی مہینہ بلکہ کوئی ہفتہ گزرتا ہوگا جب دنیا کے کسی نہ کسی حصہ سے مجھے دردناک اطلاعات نہ ملتی ہوں کہ کس طرح ظالمانہ طریقہ پر کسی احمدی کو گرفتار کرلیا گیا ہے، زیادتی کا نشانہ بنایا گیا ہے یا کسی ملک سے بے دخل کر دیا گیا ہے۔ ہمارے معاشرہ میں اس قسم کی زیادتی اس قدر کم بلکہ شاذ ہی دیکھنے میں آتی ہے جس کی وجہ سے اکثر تو خیال کیا جاتا ہے کہ اس کا دنیا میں وجود ہی نہیں ہے۔مگر ہم سب جو آپ کی تکلیف کا احساس رکھتے ہیں، آپ سے ہمدردی رکھتے ہیں، آپ سے محبت رکھتے ہیں، آپ کی عزت کرتے ہیں اور آپ کے دکھ میں شریک ہیں۔ ہمیں احساس ہے کہ اس خوبصورت مسجد میں تو نہیں مگر دنیا کے کسی اور حصہ میں خدا جانے کہ آج کی رات کسی احمدی پر کیسی گزرے گی اور یہ نہ ہو کہ اسے زندگی کی نعمت سے محروم کر دیا جائے۔جس کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ اپنے مذہب پر کاربند ہے جو کہ ان کے باپ دادا اور اور اولاد کا مذہب ہے۔یہ ایک انتہائی شرمناک صورتحال ہے اور ہم جو آپ سے ہمدردی رکھتے ہیں ضرور کوشش کرتے رہیں گے جہاں تک ہمارے اختیار میں ہے کہ ان مظالم کو جڑ سے اکھاڑ دیا جائے۔

**(باقی آئندہ)**

# الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

## محترم پیر معین الدین صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 31رمئی 2007ء میں محترم پیر معین الدین صاحب کا ذکر خیر مکرم مرزا خلیل احمد قمر صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

جامعہ احمدیہ میں انگریزی اور تفسیر القرآن کے استاد محترم پیر معین الدین صاحب M.Sc (کیمیا) تھے اور تاریخ احمدیت میں فضل عمر ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں خدمت کے حوالہ سے آپ کا ذکر بھی محفوظ ہے۔ آپ کی شادی محترمہ صاحبزادی امۃ النصیر صاحبہ (بنت حضرت مصلح موعودؓ) سے ہوئی تھی۔

آپ کے بزرگوار پیر اکبر علی صاحب MLA فیروز پور کی غریب پروری، مہمان نوازی اور احمدیت سے اخلاص ووفا کا ذکر محترم ثاقب زیروی صاحب اکثر کیا کرتے تھے۔ وہ اپنے علاقہ ضلع فیروز پور کے ممتاز سیاستدان تھے۔ علاقہ بھر کے مسلمان و ہندو ان کا یکساں احترام کرتے تھے۔ سیاستدان ہونے کی وجہ سے دیگر سیاستدانوں اور قائداعظم محمد علی جناح کے ساتھ بھی آپکے روابط تھے۔ 1945ء میں مسلم لیگ جب ہندوستان کے مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہونے کی حیثیت سے انتخاب لڑ رہی تھی اس وقت حضرت مصلح موعودؓ نے محترم پیر صاحب کے ذریعہ ہی مسلم لیگ کی مرکزی قیادت اور قائداعظم سے سلسلہ جنبانی شروع کیا تھا جو مسلم لیگ کی مکمل حمایت پر منتج ہوا۔ محترم پیر معین الدین صاحب کے بڑے بھائی محترم پیر صلاح الدین صاحب ریٹائرڈ کمشنر حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ کے داماد اور حضرت مصلح موعودؓ کے ہم زلف تھے۔ انہوں نے قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ کیا اور اردو میں تین جلدوں میں ترجمہ مع تفسیر شائع کیں۔

محترم پیر معین الدین صاحب کی ایک بڑی علمی خدمت ''مخزن معارف'' کا مرتب کرنا بھی ہے۔ اس بارہ میں آپ تحریر فرماتے ہیں: حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بیمار ہوگئے اور تفسیر کبیر کی تالیف کا کام رک گیا۔ تو خاکسار نے حضورؓ کی خدمت میں عرض کی مطبوعہ تفسیر کبیر کا خلاصہ تو میں شائع کر چکا ہوں۔ آگے تفسیر کبیر تو نہیں ہے مگر ہمارے لٹریچر میں تفسیر کا کافی مواد موجود ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب و ملفوظات، حضرت خلیفہ اولؓ کے درس القرآن کے نوٹ اور خود حضورؓ کے مطبوعہ ارشادات اور غیر مطبوعہ قلمی نوٹ موجود ہیں ان سے تفسیر مرتب کی جاسکتی ہے۔ حضورؓ نے مجھے اس کام کی اجازت دی اور ازراہ شفقت اپنے بیش قیمت ''غیر مطبوعہ قلمی نوٹ'' بھی مرحمت فرمائے۔......

فرمایا: ایک بات ہے جس کے بیان کرنے سے مجھے طبعاً حجاب محسوس ہوتا ہے مگر میں اسے اس لئے بیان کردیتا ہوں کہ اس میں سلسلہ کی صداقت کا ایک بڑا نشان ہے۔ جن دنوں میں ہماری شادی کے لئے استخارے ہورہے تھے ان دنوں میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنی اس بیٹی کے متعلق جو بعد میں میرے عقد میں آئیں یہ رؤیا دیکھی تھی کہ انہوں نے ایک لونگ پہنا ہوا ہے جو ستارے کی شکل کا ہے اور اس کے چھ کونوں پر لگے ہوئے نگ عام نگوں سے بہت مختلف روشن اور چمکدار ہیں۔ پہلی دفعہ جب میں نے یہ رؤیا پڑھی تو اسی وقت میرے دل میں یہ خیال آیا کہ یہ رؤیا میرے متعلق ہے اس کے کئی سال بعد شادی ہوئی مگر اس وقت کے بعد سے مجھے ہمیشہ یہ خیال رہتا تھا کہ خداتعالیٰ مجھ سے کوئی اہم دینی خدمت لے گا۔ اس خواب کے آٹھ سال بعد مخزن معارف کا کام شروع ہوا اور اس کی پہلی جلد میں ہی میں نے یہ رؤیا لکھ کر عرض کی تھی کہ میرے خیال میں اس میں ''مخزن معارف'' کے کام کی توفیق ملنے کی طرف اشارہ تھا۔......

خاکسار نے کام شروع کیا تو اس کے متعلق دعا کی تو خواب میں دیکھا کہ مبارک احمد نامی ایک عزیز دوست آئے ہیں اور مجھ سے گلے ملے ہیں۔ پھر ایک اور موقع پر میں نے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کو خواب میں دیکھا۔ میرے دل میں حضور سے مصافحہ کی خواہش پیدا ہوئی۔ اِدھر یہ خواہش پیدا ہوئی اُدھر حضورؑ نے میرے بغیر کہنے کے میری طرف ہاتھ بڑھایا اور میں نے مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔ پھر میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ کاش میں نے حضورؑ کا ہاتھ چوما بھی ہوتا۔ اس وقت پھر بغیر میرے کچھ کہنے کے حضورؑ نے دوبارہ اپنا ہاتھ میری طرف بڑھایا۔ اس وقت میرے دل میں بڑی شدت سے یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ ہاتھ چونکہ حضورؑ کے ہاتھوں سے ملے ہیں اب جو میرے ہاتھوں سے ہاتھ ملائے گا وہ بھی برکت پائے گا۔ مجھے خداتعالیٰ کے فضل سے کبھی اپنے متعلق غلط فہمی نہیں ہوئی اور میں نے بیداری میں کبھی اپنے متعلق ایسا خیال نہیں کیا۔ اس لئے یہ خواب نفس کا دھوکہ نہیں ہوسکتی ...... رؤیا کی یہی تعبیر تھی کہ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی برکت سے (باوجود میری نااہلی کے) خداتعالیٰ محض اپنے فضل سے میرے ہاتھ سے یہ ایک ایسا کام لینا چاہتا تھا کہ جس سے فائدہ اٹھانے والے برکت پائیں گے۔

محترم پیر صاحب کو پہلے تو اپنی تحقیق کی کتابت کے لئے کسی ایسے کاتب کی تلاش ہوتی تھی جو آپ کی مرضی کے مطابق کام کردے اور مضمون کو بار بار کاٹنے سے کترائے نہیں۔ معاوضہ دیتے وقت یہ خیال رکھتے تھے کہ کاتب کو نقصان نہ ہو۔ جبکمپیوٹر کا چرچا ہوا تو آپ کی دلچسپی کی یہ بات تھی کہ جہاں چاہو مواد شامل کردو اور جہاں سے چاہو مواد نکال دو۔ چونکہ جب بھی کتابت شدہ مواد ان کے سامنے جاتا تو وہ اس میں کانٹ چھانٹ اور اضافے ضرور فرمادیتے تھے چنانچہ دولاکھ روپے کا کمپیوٹر خریدا اور کسی نوجوان سے مدد لی تاکہ کمپیوٹر پر ہی کام کروالیا جائے۔

آپ کو قرآن کریم سے بہت محبت تھی۔ اس کے مضامین پر بہت غوروخوض کرتے رہتے تھے۔ آپ کے بلند پایہ تحقیقی مضامین الفضل اور مجلّہ جامعہ میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ آپ بہت علم دوست، مہمان نواز، غریب پرور اور منکسر المزاج درویش انسان تھے۔

......۞......۞......۞......

## ریل گاڑی۔ آخری زمانہ کی اہم علامت

آنحضرت ﷺ نے آخری زمانہ کے متعلق خبر دی تھی کہ اونٹنی کی سواری موقوف ہوجائے گی۔ گویا یہ اشارہ تھا کہ ایسی نئی ایجادات کی جائیں گی جن کی موجودگی میں اونٹنی کا کام ختم ہوجائے گا۔ چنانچہ ریل بھی ایسی ہی ایجاد ہے جس نے مذکورہ پیشگوئی کو پورا کیا۔ روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 7رجون 2007ء میں مکرم عمیر عظیم صاحب کے قلم سے ریل گاڑی کے بارہ میں ایک تفصیلی مضمون شامل اشاعت ہے۔

سترھویں صدی میں انگلستان میں لکڑی کی پٹڑیاں بنائی گئیں جو کوئلے اور کچ دھات کے نقل وحمل کے لئے استعمال ہوتی تھیں۔ ان پٹڑیوں پر گاڑیوں کو گھوڑے کھینچتے تھے۔ اٹھارہویں صدی میں جب انگلستان، فرانس اور امریکہ کے موجدوں نے دخانی انجنوں کے تجربے شروع کئے تو لوہے کی پٹڑیاں استعمال ہونے لگیں۔ 1801ء میں پہلا دخانی انجن تیار ہوا جو بھاری بوجھ کھینچ سکتا تھا۔ جارج سٹیونسن نے 1825ء میں جو ریلوے انجن بنایا وہ پندرہ میل فی گھنٹہ کی رفتار تک پہنچ سکتا تھا۔ 1829ء میں اُس کے ''راکٹ'' نامی انجن نے ایک گاڑی کو تیس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلایا۔ پھر ریلوے کا نظام تیزی سے دنیا بھر میں پھیلنے لگا۔ 1921ء میں صرف برطانیہ میں 250 مختلف ریلوے لائنز تھیں۔ امریکہ میں اس وقت ریلوے لائنوں کا طول 2,28,000 میل ہے جو دنیا کے ہر ملک سے زیادہ ہے۔

ریلوے انجن ایجاد کرنے والوں میں جو لوگ شامل تھے، ان میں رچرڈ ٹریوتھک، جارج سٹیونسن، جان سٹیونز (جس نے قریباً 1825ء میں امریکہ میں پہلا سٹیم انجن بنایا)۔ پیٹر کوپر جس کا ٹام تھم نامی انجن 1830ء میں امریکہ کا پہلا کارآمد ریلوے انجن تھا۔ نیز کئی دیگر سائنسدان ہیں۔

برقی ریل انجن تقریباً 1895ء میں استعمال ہونے لگا جبکہ ڈیزل برقی انجن امریکہ میں تقریباً 1924ء سے استعمال ہونے لگا۔ اس میں ڈیزل انجن تو جنریٹر کو چلاتا ہے اور برقی موٹر جو جنریٹر سے طاقت حاصل کرتی ہے ریل گاڑی کو کھینچتی ہے۔ اب اس انجن کا رواج بڑھتا جاتا ہے اور اس سے کانٹا بدلنے کا کام بھی لیا جارہا ہے۔

برصغیر میں 16/اپریل 1853ء کو پہلی ریل گاڑی کا افتتاح لیڈی فاک لینڈ (اہلیہ گورنر بمبئی: فاک لینڈ) نے کیا۔ پھر ریل گاڑی اپنی ترقی کے مختلف مراحل طے کرتی ہوئی بالآخر 1928ء میں قادیان کی گمنام بستی تک بھی آپہنچی۔ افتتاح کے روز قادیان سے بہت سے مرد، بچے اور عورتیں امرتسر پہنچ گئے نیز گوجرانوالہ، لاہور اور بعض دور دراز کے مقامات سے بھی لوگ آگئے اور گاڑی روانہ ہونے سے قبل اتنی بھیڑ ہوگئی کہ ریلوے کو اپنی تجویز کردہ بوگیوں کی تعداد میں اضافہ کرنا پڑا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بھی بنفس نفیس تین بجے بعد دوپہر امرتسر تشریف لے آئے۔ گاڑی کے پاس ہی اذان کہی گئی اور حضورؓ نے ظہر وعصر کی نمازیں ایک بہت بڑے مجمع کو پڑھائیں۔ پھر حضورؓ نے احباب کو شرف مصافحہ بخشا۔ اور پھر گاڑی کے دروازہ میں کھڑے ہوکر نہایت الحاح سے دعا کروائی۔ اس موقع پر حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خانصاحبؓ نے قادیان کے لئے ریل گاڑی کے جاری ہونے کے متعلق چار صفحہ کا ایک خوبصورت ٹریکٹ تیار کرکے تقسیم کیا جس میں سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے اوائل زمانہ کے مشکلات کا نقشہ کھینچتے ہوئے لکھا کہ قادیان میں ریل خاص تائید الٰہی میں سے ہے۔

گاڑی جتنی دیر امرتسر کھڑی رہی تو سکاؤٹس نظمیں پڑھتے رہے۔ گاڑی کو بینرز سے سجایا بھی گیا تھا۔ مقررہ وقت تین بجکر بیالیس منٹ پر گاڑی نے حرکت کی تو اللہ اکبر کا پُرزور نعرہ بلند ہوا۔ پھر اللہ اکبر اور ''غلام احمد کی جے'' کے نعرے راستہ کے ہر گاؤں اور سٹیشن پر بلند ہوتے آئے۔ راستہ میں بھی بہت سے احمدی بٹالہ اور دیگر سٹیشنوں سے گاڑی میں سوار ہونا چاہتے تھے لیکن اُنہیں پائیدان پر بھی جگہ نہ مل سکی۔ آخر گاڑی اپنے وقت پر چار بجے شام قادیان پہنچی۔ سٹیشن جھنڈیوں اور گملوں سے خوب آراستہ تھا۔ فضا بہت دیر تک پُرجوش نعروں سے گونجتی رہی۔

آج گرینڈ سنٹرل ٹرمینل (نیویارک) دنیا کا سب سے بڑا ریلوے سٹیشن ہے۔ جبکہ مصروف ترین ریلوے سٹیشنوں میں کلیپھم (انگلستان) کا نام آتا ہے جہاں سے روزانہ اڑہائی ہزار گاڑیاں گزرتی ہیں۔ پاکستان کے مصروف ترین ریلوے سٹیشن لاہور سے ایک دن میں ڈیڑھ سو گاڑیاں گزرتی ہیں۔

ریلوے سٹیشن لاہور کی بنیاد 1859ء میں رکھی گئی تھی اور 1860ء میں پہلی مرتبہ لاہور اور امرتسر کے درمیان ریل کے ذریعے آمدورفت شروع ہوئی تھی۔ 1865ء میں دہلی سے لاہور ریلوے کا افتتاح ہوا۔ لاہور ریلوے سٹیشن کا نقشہ انگریز انجینئر برٹن نے بنایا تھا اور لاہور کے مشہور کشمیری ٹھیکیدار میاں محمد سلطان نے پورا سٹیشن بنوایا تھا۔ اس زمانہ میں پوری عمارت پر 5 لاکھ روپے خرچ آیا تھا۔ 1865ء کے بعد لاہور سے ملتان کی طرف لائن بننی شروع ہوئی۔ یہاں تک کہ اسے ایک طرف کراچی سے دوسری طرف سے چمن (سرحد افغانستان) سے اور تیسری طرف سے زاہدان (سرحد ایران) سے ملادیا گیا۔

جماعت احمدیہ امریکہ کے ماہنامہ ''النور'' جون 2007ء میں شائع ہونے والی مکرم مبارک احمد عابد صاحب کی ایک نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

پیاسوں کو جو پانی سے ہے سانسوں کو ہوا سے
ہم ہیں کہ ہمیں ربط ہے اس شمع وفا سے

بجھتے ہی چلے جاتے ہیں دل راہوں میں اس کی
دیوانے بندھے جاتے ہیں اک ایک ادا سے

جب چاہو کرو تجربہ تاثیر کا اس کی
دنیا ہی بدل جاتی ہے اِک اس کی دعا سے

آنگن ہیں اسی نور سے پُرنُور ہمارے
یہ جان یہ دل اس سے ہیں مسرور ہمارے

# Muslim Television Ahmadiyya
# Weekly Programme Guide

1st May 2009 – 7th May 2009

*Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.*
*For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344*

## Friday 1st May 2009

| | |
|---|---|
| 00:00 | MTA World News |
| 00:15 | Tilawat & MTA News |
| 01:00 | Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 11th February 1998. |
| 02:00 | Al Maaidah: a culinary programme. |
| 02:15 | Dars-e-Malfoozat |
| 03:00 | MTA World News |
| 03:05 | Tarjamatul Quran Class: An in-depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 264, recorded on 18th August 1998. |
| 04:00 | Huzoor's Tours: A programme documenting Huzoor's visit to Benin, West Africa. |
| 05:10 | Hamdiyya Majlis: A poetry recital |
| 06:05 | Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News |
| 07:05 | Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) with Huzoor recorded on 6th May 2007. |
| 08:15 | Le Francais c'est Facile: lesson no. 47 |
| 08:40 | Siraiki Service: a discussion programme on the life and character of the Holy Prophet (saw). |
| 09:25 | Reply to Allegations: a talk with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) replying to various allegations made against the Jamaat. Recorded on 18th January 1994. |
| 10:10 | Indonesian Service |
| 11:05 | Seerat Sahaba Rasool (saw) |
| 12:00 | Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V. |
| 13:10 | Tilawat & MTA News |
| 14:00 | Dars-e-Hadith |
| 14:15 | Bengali Reply to Allegations: a Bengali discussion programme replying to various allegations made against the Ahmadiyya Jama'at. |
| 15:15 | Seerat Sahaba Rasool (saw) |
| 16:00 | Friday Sermon [R] |
| 17:15 | Jalsa Salana Speeches: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V at Jalsa Salana Germany. Recorded on 24th August 2003. |
| 18:00 | MTA World News |
| 18:10 | Le Francais c'est Facile [R] |
| 18:30 | Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif. |
| 20:30 | MTA International News |
| 21:05 | Friday Sermon [R] |
| 22:15 | Beijing: A documentary about the Chinese Capital. |
| 23:05 | Reply to Allegations [R] |

## Saturday 2nd May 2009

| | |
|---|---|
| 00:00 | MTA World News |
| 00:15 | Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News |
| 01:20 | Le Francais c'est Facile: lesson no. 47 |
| 01:50 | Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 10th February 1998. |
| 03:00 | MTA World News |
| 03:10 | Friday Sermon: rec. on 1st May 2009. |
| 04:20 | Beijing |
| 04:55 | Persecution |
| 06:00 | Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News |
| 07:00 | Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 8th December 1996, part 1. |
| 07:55 | Ashab-e-Ahmad |
| 08:30 | Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V. |
| 09:45 | Indonesian Service |
| 10:40 | French Service |
| 11:50 | Tilawat |
| 12:00 | Persecution |
| 13:05 | Bangla Shomprochar |
| 14:05 | Intikhab-e-Sukhan: poem request programme |
| 15:05 | Bustan-e-Waqfe Nau Class with Huzoor, rcorded on 2nd May 2009. |
| 16:05 | Attractions of Australia |
| 16:40 | Question and Answer Session [R] |
| 18:00 | MTA World News |
| 18:10 | Dars-e-Hadith |
| 18:30 | Arabic Service |
| 20:35 | MTA International News |
| 21:05 | Bustan-e-Waqfe Nau Class [R] |
| 22:15 | Persecution [R] |
| 23:15 | Friday Sermon [R] |

## Sunday 3rd May 2009

| | |
|---|---|
| 00:00 | MTA World News |
| 00:30 | Tilawat & Dars-e-Hadith |
| 01:20 | Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 11th February 1997. |
| 02:30 | Ashab-e-Ahmad |
| 03:00 | MTA World News |
| 03:20 | Friday Sermon |
| 04:30 | Intikhab-e-Sukhan: poem request programme |
| 05:30 | Attractions of Australia |
| 06:00 | Tilawat & Dars-e-Hadith |
| 06:30 | Learning Arabic: lesson no. 16. |
| 07:00 | Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. Recorded on 2nd May 2009. |
| 08:20 | Quebec Winter Carnival: a documentary on the Quebec Winter Carnival. |
| 09:00 | Pakistan National Assembly 1974 |
| 09:50 | Indonesian Service |
| 10:50 | Spanish Service: Spanish translation of Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on 11th January 2008. |
| 12:00 | Tilawat & Dars-e-Hadith |
| 12:30 | Learning Arabic: lesson no. 16 |
| 13:00 | Bangla Shomprochar |
| 14:05 | Friday Sermon |
| 15:10 | Children's class with Huzoor, recorded on 3rd May 2009. |
| 16:30 | Pakistan National Assembly 1974 [R] |
| 17:25 | Quebec Winter Carnival [R] |
| 18:00 | MTA World News |
| 18:30 | Arabic Service |
| 20:45 | Children's Class [R] |
| 22:00 | Friday Sermon [R] |
| 23:10 | Pakistan National Assembly 1974 [R] |

## Monday 4th May 2009

| | |
|---|---|
| 00:00 | MTA World News |
| 00:10 | Tilawat & MTA News |
| 01:00 | Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. |
| 02:05 | Friday Sermon: rec. on 1st May 2009. |
| 03:05 | MTA World News |
| 03:20 | Quebec Winter Carnival |
| 04:00 | Pakistan National Assembly 1974. |
| 04:45 | Seerat-un-Nabi (saw) |
| 06:00 | Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News |
| 07:00 | Children's class with Huzoor recorded on 3rd February 2007. |
| 07:55 | Le Francais C'est Facile |
| 08:20 | Medical Matters: a health programme about Breast Cancer Diagnosis, presented by Sarah Waseem. |
| 09:00 | French service with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and French speaking friends. Recorded on 17th November 1997. |
| 10:05 | Indonesian Service: translation of Friday Sermon recorded on 13th February 2009. |
| 11:15 | Khilafat Jubilee Quiz |
| 12:00 | Tilawat & MTA News |
| 13:05 | Bangla Shomprochar |
| 14:10 | Friday Sermon: rec. on 23rd May 2008. |
| 15:05 | Khilafat Jubilee Quiz [R] |
| 15:35 | Children's Class [R] |
| 16:50 | French Mulaqa'at: Recorded on 17th November 1997 [R] |
| 18:00 | MTA World News |
| 18:30 | Arabic Service |
| 19:20 | Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 17th February 1998. |
| 20:30 | MTA International News |
| 21:05 | Medical Matters [R] |
| 21:45 | Children's Class [R] |
| 22:45 | Friday Sermon [R] |
| 23:30 | Khilafat Jubilee Quiz [R] |

## Tuesday 5th May 2009

| | |
|---|---|
| 00:00 | MTA World News |
| 00:15 | Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News |
| 01:05 | Le Francais C'est Facile |
| 01:35 | Liqaa Ma'al Arab |
| 03:00 | MTA World News |
| 03:15 | Friday Sermon: Recorded on 23rd May 2008. |
| 04:00 | French service with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and French speaking friends. Recorded on 17th November 1997. |
| 05:00 | Medical Matters |
| 05:30 | Khilafat Jubilee Quiz |
| 06:00 | Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News |
| 07:05 | Children's class with Huzoor, recorded on 3rd May 2009. |
| 08:15 | Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 3rd May 1985. |
| 09:00 | Global Warming: a discussion programme |
| 10:00 | Indonesian Service |
| 11:00 | Sindhi Service: Sindhi translation of Friday sermon delivered on 13th June 2008. |
| 12:00 | Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News |
| 13:05 | Bangla Shomprochar |
| 14:10 | Lajna Imaillah Germany Ijtema 2006: Concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V. |
| 15:00 | Children's Class [R] |
| 16:15 | Question and Answer Session [R] |
| 17:00 | Global Warming [R] |
| 18:00 | MTA World News |
| 18:30 | Arabic Service |
| 19:30 | Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon, recorded on 1st May 2009. |
| 20:30 | MTA International News |
| 21:05 | Children's Class [R] |
| 22:10 | Lajna Imaillah Germany Ijtema 2006 [R] |
| 22:55 | Intikhab-e-Sukhan: Poem request programme |

## Wednesday 6th May 2009

| | |
|---|---|
| 00:05 | MTA World News |
| 00:15 | Tilawat & MTA News |
| 01:00 | Learning Arabic: lesson no. 10. |
| 01:30 | Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 18th February 1998. |
| 02:35 | Global Warming: a discussion programme |
| 03:25 | Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 3rd May 1985. |
| 04:10 | Intikhab-e-Sukhan: poem request programme |
| 05:15 | Lajna Imaillah Germany Ijtema 2006 |
| 06:05 | Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News |
| 07:05 | Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class with Huzoor recorded on 19th May 2007. |
| 08:00 | Ahmadiyyat in Indonesia: an interview with Shamshair Ali, Ahmad Hidayatulah and Masoom Ahmad Jawa about the achievements of Ahmadiyyat in Indonesia. |
| 08:45 | Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 24th November 1991. |
| 10:05 | Indonesian Service |
| 10:55 | Swahili Muzakarah |
| 11:55 | Tilawat & MTA News |
| 12:40 | Bangla Shomprochar |
| 13:40 | From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 19th July 1985. |
| 14:35 | Jalsa Salana Speeches: a speech delivered by Hafiz Ahmad Jibrael Saeed on the topic of the 'progress of the Ahmadiyya Jamaat in Ghana'. Recorded on 27th July 2002. |
| 14:50 | Ahmadiyyat in Indonesia [R] |
| 15:30 | Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class [R] |
| 16:45 | Question and Answer Session [R] |
| 18:00 | MTA World News |
| 18:10 | Dars-e-Hadith |
| 18:30 | Arabic Service |
| 19:30 | Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 19th February 1998. |
| 20:35 | MTA International News |
| 21:05 | Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class [R] |
| 22:00 | Jalsa Salana Speeches [R] |
| 22:15 | Ahmadiyyat In Indonesia [R] |
| 23:00 | From the Archives [R] |

## Thursday 7th May 2009

| | |
|---|---|
| 00:00 | MTA World News |
| 00:15 | Tilawat & Dars-e-Hadith |
| 00:40 | Liqaa Ma'al Arab |
| 02:00 | Future Challenges Seminar |
| 02:55 | MTA World News |
| 03:05 | From the Archives |
| 04:00 | Attractions of Australia |
| 04:45 | Future Challenges: A guide for students |
| 05:40 | Jalsa Salana Speeches |
| 06:05 | Tilawat & Dars-e-Malfoozat |
| 06:40 | Al Maaidah |
| 06:55 | Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) class, recorded on 2nd June 2007. |
| 08:05 | English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 19th June 1994. |
| 09:15 | Pakistan National Assembly 1974: an Urdu discussion programme hosted by Dost Muhammad Shahid. |
| 10:10 | Indonesian Service |
| 11:30 | Pushto Service |
| 12:00 | Tilawat & Dars-e-Malfoozat |
| 12:35 | Al Maaidah |
| 12:55 | Bangla Shomprochar |
| 14:05 | Tarjamatul Quran Class: An in-depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 264, recorded on 2nd September 1998. |
| 15:25 | Huzoor's Tours: programme featuring Huzoor's visit to Benin. |
| 16:50 | English Mulaqa'at [R] |
| 18:00 | MTA World News |
| 18:30 | Live Arabic Service: Al Hiwar Al Mubashar |
| 20:35 | Pakistan National Assembly 1974 [R] |
| 21:40 | Tarjamatul Qur'an Class [R] |
| 22:50 | Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) Class [R] |

***Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT)***

Al Fazl International Weekly, London
22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org
Vol 16 Friday 24 April , 2009 Issue No. 17

# جماعت احمدیہ برطانیہ کے زیر اہتمام بیت الفتوح (لندن) میں امن کانفرنس کا انعقاد

## مختلف سیاسی وسماجی اہم شخصیات کے علاوہ مختلف مذاہب وطبقات فکر سے تعلق رکھنے والے افراد کی کانفرنس میں شمولیت

Chivonne McDonogh ممبر آف پارلیمنٹ، Justine Greening، کمیونٹی اور لوکل گورنمنٹ کی شیڈو وزیر، Chris Grayling ممبر پارلیمنٹ اور شیڈو وزیر داخلہ ، Baroness Emma Nicholson کی تقاریر اور جماعت احمدیہ کی امن پسندی اور نہ صرف معاشرہ میں بلکہ تمام دنیا میں امن کے قیام اور بنی نوع انسان کی بہبودی کے لئے کی جانے والی خدمات پر خراج تحسین

## سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز خطاب

(رپورٹ: حامدہ سنوری فاروقی ۔لندن)

مورخہ 21/مارچ 2009ء بروز ہفتہ مسجد بیت الفتوح کے طاہر ہال میں ایک Peace Conference کا انعقاد کیا گیا جس میں مختلف سیاسی وسماجی شخصیات نے شمولیت کی اور اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ بعد میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطاب سے نوازا۔ اس کانفرنس کی مختصر رپورٹ ہدیۂ قارئین ہے۔

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ سورۃ الحجرات کی آیات 11 تا 14 تلاوت کی گئیں۔

پہلی تقریر مکرم رفیق احمد صاحب حیات امیر جماعت برطانیہ کی تھی۔ انہوں نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور بتایا کہ آج کی تقریب کا مقصد آج کی پریشان حال دنیا میں امن کی تدابیر پر غور کرنا ہے۔ انہوں نے سب سے پہلے جماعت احمدیہ کا مختصر تعارف پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ جماعت احمدیہ کا قیام 1889ء میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے قادیان میں فرمایا تھا، جو کہ ہندوستان کا ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔ آپ نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر یہ فرمایا کہ آپ ہی وہ مسیح موعود اور مصلح ہیں جن کا آنا تمام مذاہب میں بطور پیشگوئی موجود تھا۔ آپ نے اپنے آنے کی غرض یہ بیان فرمائی کہ دنیا کو امن اور برادرانہ یکجہتی کے ساتھ تحفظ اور اسلام کی عالمگیر تعلیمات سے رُوشناس کروایا جائے۔ اس جماعت کے ماننے والے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ دنیا کے دلوں کو اپنے احسن نمونہ اور تبادلۂ خیال کے ساتھ مضبوط دلائل دے کر اور اسلام کی حسین تعلیمات سے قائل کر کے ہی جیتا جا سکتا ہے۔ جماعت کے افراد اپنے آپ کو خدمت مخلوق خدا میں اکثر مصروف رکھتے ہیں۔ اس وقت دنیا میں 55 ہسپتال، 15 کالج، 350 اسکول اور بے شمار ڈسپنسریاں اور کلینک دکھی انسانیت کی خدمت میں مصروف ہیں ۔ بے شمار اساتذہ ، ڈاکٹرز اور نرسیں اور رضا کار بغیر رنگ ونسل کی تمیز کے انسانیت کی خدمت میں مصروف ہیں۔ ہیومینٹی فرسٹ جماعت کا ایک فلاحی ادارہ ہے جو دنیا میں جہاں بھی مصائب ہوں خدمات انجام دیتا ہے۔ بوسنیا، انڈونیشیا، پاکستان، سری لنکا غرض جہاں بھی ضرورت پڑی یہ امداد کے لئے پہنچ گئے ہیں۔

حضرت امیر المومنین کی ہدایات کی روشنی میں جماعت کے رضا کار غریب ممالک میں بجلی، پانی اور صاف رہن سہن مہیا کرنے کے منصوبوں پر دور دراز کے علاقوں میں کام کر رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ کا ٹیلی ویژن سٹیشن چوبیس گھنٹے کے پروگرام نشر کرتا ہے جن کو ساری دنیا میں دیکھا اور سنا جاتا ہے۔ اس ذریعہ سے نہ صرف زبانیں سکھائی جاتی ہیں بلکہ اعلیٰ اخلاقی، تربیتی اور مذہبی پروگرام پیش کئے جاتے ہیں۔ نہایت چھوٹی ابتداء سے اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کی شاخیں دنیا کے 190 ممالک میں قائم ہو چکی ہیں۔ جماعت کا نصب العین جس کے تحت تمام احمدی زندگی گزارنے کی کوشش کرتے ہیں وہ ہے "محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں"۔

### Chivonne McDonogh کی تقریر

مکرم امیر صاحب یوکے کی اس مختصر تقریر کے بعد Chivonne McDonogh ممبر آف پارلیمنٹ نے تقریر کی۔ یہ مورڈن کے علاقہ کی نمائندہ ہیں جہاں مسجد بیت الفتوح واقع ہے۔ انہوں نے اپنا سیاسی کیریئر مرٹن کے علاقہ Colliers Wood سے بطور کاؤنسلر شروع کیا تھا۔ انہوں نے پارلیمنٹ میں بہت سی کمیٹیوں میں خدمات انجام دی ہیں۔

Chivonne McDonogh نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ مَیں یہ سمجھتی ہوں کہ اسلام صرف ایک مذہب ہی نہیں بلکہ ایک طریق زندگی ہے۔ اسلام کے ذریعہ اس کے ماننے والے اپنے خالق کی پہچان کرنے کے علاوہ ایک مکمل ضابطہ حیات پا لیتے ہیں ۔ جب آپ اسلامی تعلیمات اور اقدار کو دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ مذہب نہ صرف مساوی حقوق، بے نفس اور بے لوث قربانی اور خدمت، معاشرہ میں انصاف اور ہر فرد کو احساس ذمہ داری کی تعلیم دیتا ہے جو کہ بہت ہی قابل تعریف قدریں ہیں بلکہ اس کے ساتھ ہی ان اقدار پر عمل پیرا ہونا ضروری اور قابل جزا قرار دیتا ہے۔

انہوں نے کہا کہ مَیں اس بات پر یقین رکھتی ہوں کہ یہ کافی نہیں ہے کہ ان اعلیٰ اقدار کو لفظوں میں بیان کیا جائے مگر پھر اُس پر عمل کر کے نہ دکھایا جائے۔ انہوں نے کہا کہ سچ اور انصاف اسلامی تعلیم کی دو بنیادی اینٹیں ہیں اور یہ دونوں اقدار برطانوی قانون کی بھی بنیاد سمجھی جاتی ہیں۔ ایک قوم کی حیثیت سے ہم مسلسل کوشاں رہے ہیں کہ مساوی حقوق اور معاشرہ میں انصاف ہر شخص کو حاصل ہوں خواہ ان کا تعلق کسی بھی رنگ ونسل سے ہو۔ اس کا ثبوت ان قوانین سے ملتا ہے جو مختلف ترمیمات کے تحت ملک کے قوانین میں ہمیں نظر آ رہا ہے۔ مثلاً مرد، عورت کے مساوی حقوق کا قانون، نسلی تعصب (Race Relation) سے دور رہنے کے قانون، مساوی روزگار کے مواقع مہیا ہونے کا قانون۔ مگر انہوں نے کہا کہ بعض دفعہ ہم خود ان اعلیٰ معیاروں کو قائم کرنے میں ناکام رہتے ہیں جن کی ہمیں تمنا ہے۔ مگر یہ کوئی بہانہ نہیں ہونا چاہئے۔ مساوی حقوق اور انصاف آپ کے مذہب کی تعلیم بھی ہے اور برطانیہ کے قوانین کا حصہ بھی۔ عملی اظہار گو اس کا یہ ہونا چاہئے کہ روزگار کے مساوی مواقع سب کو حاصل ہوں۔ اور جی ہاں! اس میں سیاسی مواقع بھی شامل ہیں تا کہ انگریز مسلمانوں کی ذہنی اور فنی استعدادیں نشوونما پا سکیں۔ یہ برطانوی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے مسلمان شہریوں کو تمام مساوی حقوق مہیا کرے اور باعزت مقام عطا کرے۔ مگر جب ہم حقوق کی بات کرتے ہیں تو ہمیں ان ذمہ داریوں کی بات بھی کرنی ہوگی جو ایک دوسرے کے معاملات میں اور معاشرہ کے حق میں ہم پر عائد ہوتی ہیں۔ اس سے مراد ہے کہ تمام افراد سوسائٹی کے متحرک ممبر ہوں اور ذمہ داریاں اٹھانے والے ہوں۔ جیسا کہ ہم حکومت سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ ملک میں امن وامان اور شہریوں کے لئے انصاف قائم کرے گی اسی طرح ہم پر بھی ذمہ داری ہے کہ ہم معاشرہ میں امن وامان قائم رکھنے والے ہوں۔ میرے خیال میں یہاں موجود سب لوگ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ آپ کی جماعت نے اس سلسلہ میں بہترین مثالی نمونہ قائم کر کے دکھایا ہے۔ آپ نے وقت اور روپیہ کی قربانی کر کے لوکل سوسائٹی میں ایک بہت اچھا مقام پیدا کیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ میرے لئے یہ اعزاز کا باعث ہے کہ مَیں گواہ بن گئی ہوں اس وفا شعاری کی جس کا مظاہرہ آپ کی اعلیٰ اقدار سے ہوتا ہے اور منصفانہ عمل کے لئے اپنے مذہبی معاملات میں بھی اور یہاں برطانوی سوسائٹی میں اپنے اردگرد کے ماحول میں بھی۔

### Justine Greening کی تقریر

اس تقریر کے بعد محترمہ **Justine Greening** نے تقریر کی۔ جسٹن صاحبہ پٹنی کے علاقہ سے مئی 2005ء میں پارلیمنٹ کی ممبر منتخب ہوئیں۔ اپنے انتخاب کے فوراً بعد انہیں کنزرویٹو پارٹی کی نائب قائد مقرر کیا گیا جن کی خاص ذمہ داری نوجوانوں کے مسائل تھے۔ اس کے بعد وہ ملازمت اور پنشن کمیٹی کی ممبر رہیں اور حزب اختلاف کی طرف سے Shadow وزیر برائے خزانہ رہیں۔ اس وقت وہ کمیونٹی اور لوکل گورنمنٹ کے محکمہ کی شیڈو وزیر ہیں۔ اس وقت وہ پارلیمنٹ کی سب سے کم عمر خاتون ممبر بھی ہیں۔ جسٹین صاحبہ جماعت احمدیہ کے ساتھ اچھے تعلقات رکھتی ہیں اور اکتوبر 2008ء میں انہوں نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے اعزاز میں ہاؤسز آف پارلیمنٹ میں ایک تقریب منعقد کی تھی۔

Justine Greening نے اپنی تقریر میں خوشی کا اظہار کیا کہ وہ آج کے اس اجلاس میں شریک ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم میں سے کئی افراد ہر سال امن کے قیام کے اس جلسہ میں شریک ہوتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ مسجد میں آ کر اکٹھے ہو کر تبادلۂ خیال کا موقع ہمارے لئے بہت اہمیت رکھتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ سوسائٹی میں خواہ کتنے بھی گروہ ہوں سوسائٹی بہرحال ایک اکائی کی حیثیت رکھتی ہے۔ دنیا کی بے چینیوں پر جب نظر ڈالیں تو ہمیں احساس ہوتا ہے کہ امن کے قیام کے لئے یہ چیزیں نہایت ضروری ہیں۔ افہام وتفہیم، رواداری اور لحاظ ملاحظہ۔ ان چیزوں پر زور دینا جو ہم سب میں مشترک اقدار ہیں جبکہ آج کی دنیا میں اکثر یہ نظر آتا ہے کہ لوگ

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ: عبدالحفیظ کھوکھر۔ ترسیل: قاضی نجیب الدین احمد